فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

چون آیۃ موصوفہ دال ست بر وجوب سوال فی الدین از اہل الذکر بالمطابقت و بر وجوب جواب بذمۂ ایشان بالالتزام و کفی بہ تنویہا بشان الاستفتاء والافتاء بناء علیہ بندے جوابات بر چند سوالات ملقب بہ

فتاوی اشرفیہ

حصہ اول

از افاضات واقف رموز شریعت ماہر اسرار طریقت جامع علوم عقلی و نقلی واقف اسرار خفی و جلی حضرت مولانا حاجی حافظ قاری شاہ مولوی اشرف علی صاحب حنفی تھانوی دامت برکاتہم

در مطبع مجتبائی واقع کانپور مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال - زید نے بلا تصریح و اعلان تبرع و دین کے کسی قدر روپیہ عمرو عم حقیقی اپنے کو دیا کہ ایک مکان نشستگاہ اندر زمین اپنی کے بنالو عمرو نے اس روپیہ سے اپنی زمین مذکور میں اپنی خشت سے ایک مکان بنالیا اب زید و وارثان عمرو سے بعد وفات عمرو طالب اس زر کا ہے جو مزدوری مزدوران و معماران میں صرف ہوا ہے پس عند اللہ و عند الرسول استرداد اس روپیہ کا زید کو وارثان عمرو سے آتا ہے یا نہیں؟ -

الجواب - صورۃ مسئولہ میں زید نے جو عمرو کو روپیہ دیا ہے عند الشرع ہبہ ہے اگرچہ کوئی تصریح نہیں کی مگر ظاہر قرینہ ہبہ پر دلالت کرتا ہے اور ہبہ میں قرینہ بھی تملیک کے لئے کافی ہے قلت فقد افاد ان التلفظ بالایجاب والقبول لا یشترط بل تکفی القرائن الدالۃ علی التملیک کمن دفع الی الفقیر شیئا و قبضہ و لم یتلفظ واحد منھما بشیء انتہی درمختار اور جب ہبہ متحقق ہو گیا اور عمرو وفات پا چکا ہے اب زید کو وارثان عمرو سے کچھ دعوے نہیں پہونچتا اور استرداد اسکا ہرگز جائز نہیں کیونکہ موت احد المتعاقدین مانع رجوع ہبہ ہے والمیم موت احد المتعاقدین درمختار با شامی ص ۱۶ واللہ اعلم -

سوال - کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد دیرینہ میں جو قصبہ سے دور ہے عرصہ سے مردمان بود و باش کرنے لگے اور ایک مسجد جدید تا تمام بفاصلہ تیس قدم مسجد مذکور سے ہے اگر مسجد کہنہ کو مسمار کر کے مسجد جدید میں جو آباد ہے اس میں اسکی خشت وغیرہ لگائی جائیں جائز ہے یا نہیں -

جواب - اگر مسجد کہنہ سے استغنا ہو گیا ہے تو اس کا ملبہ مسجد جدید میں لگانا جائز ہے نہیں تو وہ ملبہ بالکل ضائع جاوے گا اس سے بہتر ہے کہ اس مسجد جدید میں لگا دیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش ضروری

حامدًا و مصلیاً - اما بعد واضح ہو کہ جو خطوط و مسائل و سیلتنا فی الدارین جامع علوم نقلی و عقلی واقف اسرار خفی و جلی حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کی خدمت سراپا برکت میں آتے ہیں - حضرت ممدوح اُن کے جواب لکھتے ہیں چونکہ یہ ایک ذخیرہ علمیہ تھا اور تحقیقات عجیبہ و مضامین مفیدہ سے مملو - مگر اس سے صرف نفع خاص تھا نفع عام نہ تھا بنظر رفاہ عام محبی مخلصی جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب مدرس مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون کا ارادہ ہوا کہ ان مضامین مفیدہ سے اپنے اور بھائیون کو بھی منتفع کرین اس لیے مولوی صاحب موصوف نے ان مضامین کو جمع کرنا شروع کیا ہے اور رسالہ کی شکل مین شائع کرنے کا قصد فرمایا ہے اور اس مجموعہ نافعہ کا نام بلحاظ اسم گرامی حضرت مصنف مدظلہم العالی و نیز بلحاظ اسم تاریخی کے فتاوے اشرفیہ رکھا ہے اور اسکو مثل کتاب بہشتی زیور کے حصص پر منقسم کر دیا ہے لیکن اس مین مسائل مختلفہ کی تحقیق بطور سوال و جواب کے اور جواز عدم جواز کے فتوے بسند کتب فقہیہ مذکور ہین جس سے ناظرین کو عموماً خصوصاً اہل علم کو فتوی نویسی کا طرز اور تحقیق معلوم ہونے کی حیثیت سے نفع عظیم ہوگا ہمکو کامل امید ہے کہ کتاب بہشتی زیور کی طرح اسکی بھی قدر کیجاوے گی -

المشتہر

محمد انعام اللہ حنفی تاجر کتب کانپور محلہ پٹکاپور مکان نمبر ۴۳ سابق عربی مدرس جامع العلوم کانپور محررہ جمادی الاولی ۱۳۲۵ھ

الجواب مصافحہ کردن مطلقاً سنت ست بوقتے خاص مخصوص نیست پس تخصیص آن بروز جمعہ و عیدین و بعد نماز پنجگانہ و تراویح بے اصل است ہان اگر درہمین اوقات کسے بعد مدتے ملاقات شود باو مصافحہ کردن مضائقہ ندارد نہ اینکہ از خانہ یا مسجد یا عیدگاہ ہمراہ آیند و پس از نماز مصافحہ و معانقہ کنند واللہ اعلم

سوال ۵ چہ حکم است اندرین صورت کہ دو سہ مردم بعد ادائے نماز فرض کہ امام بجماعت تراویح مشغول است دران مسجد حاضر شدند آن اشخاص نماز فرض بجماعت ادا نمایند یا علیحدہ علیحدہ خواندہ شامل جماعت تراویح شوند و بازش نماز وتر را با امام بخوانند یا تنہا چونکہ امام را بجماعت فرض نیافتہ است۔

الجواب اگر دو سہ مردم بعد ادائے جماعت فرض کہ امام تراویح مشغول است در مسجد آمدند فرادی فرادی فرض گزاردہ شامل امام شوند و نماز وتر با امام خوانند اگرچہ فرض با امام نیافتند و لو ترکوا الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا التراویح جماعۃ لانہا تبع فمصلیہ وحدہ یصلیہا معہ درمختار اما لو صلیت بجماعۃ الفرض وکان رجل قد صلی الفرض وحدہ فلہ ان یصلیہا مع ذلک الامام شامی جلد اول صفحہ ۴۷۶ ولو لم یصلہا ای التراویح بالامام او صلاہا مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ بقی لو ترکہا الکل ہل یصلون الوتر بجماعۃ فلیراجع درمختار قولہ فلیراجع قضیۃ التعلیل فی المسئلۃ السابقۃ بقولہم لانہا تبع ان یصلی الوتر بجماعۃ فی ہذہ الصورۃ لانہ لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الامام رحمہ اللہ انتہی حلبی طحطاوی مصری جلد اول صفحہ ۲۹۶ ازین روایۃ معلوم شد کہ ہرگاہ نماز تراویح کہ تابع فرض است متخلف جماعۃ فرض را بجماعۃ گزاردن جائز است پس وتر کہ نہ تابع تراویح و نہ تابع عشا بجماعت گزاردن چگونہ روا نباشد۔

سوال ۶ طریقہ فاتحہ گذشتگان یعنی سوم و دہم و چہلم و ششماہی و سالیانہ کہ درین دیار مروج ست درین بعض علمائے وقت اختلاف مے کنند و بدعت شنیعہ مکروہ میگویند و اقوال چند بر درستی او ست و بعض ہم مے گویند کہ طعامے کہ بعد موتی بنیت ثواب پزند و برو دست برداشتہ فاتحہ دہند آن طعام مباح است فاتحہ کنندہ شود کہ طریقہ فاتحہ در زمان نبوی و اصحاب کبار و تابعین و اتباع تابعین نبود و طعام و شیرینی کہ نیاز بزرگان ست مردار ست

الجواب سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعات و ماخوذ از کفار ہنود ست و آنکہ طعام را روبرو نہادہ چیزے میخوانند این ہم طریقہ ہنود ست ترک چنین رسوم واجب ست کہ من تشبہ بقوم فہو منہم و ہرگاہ طعام چنین بدعات متلبس شد بہتر آنکہ این چنین طعام نخوردہ شود کہ دع ما یریبک الی ما لا یریبک و طعام و شیرینی کہ نیاز بزرگان میباشد در وجہ ست بعضے جہال بہ نیت تقرب بر ایشان و طلب مرادہا از ایشان

والذی ینبغی متابعة المشائخ المذکورین فی جواز النقل بلا فرق بین مسجد او حوض کما افتی بالامام ابو شجاع والامام الحلوانی وکفی بہما قدوة ولاسیما فی زماننا فان المسجد او غیرہ من رباط او حوض اذا لم ینقل یاخذ انقاضہ اللصوص والمتغلبون کما ہو مشاہد وکذلک اوقافہ یاکلہا النظار او غیرہم ویلزم من عدم النقل خراب المسجد الاخر المحتاج الی النقل الیہ شامی جلد ثالث صفحہ ۳۷۲ واللہ اعلم۔

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین درباب عام قبرستان کے کہ آیا یہ وقف و غیر مملوک ہے یا جو اسکا متولی و محافظ و خادم و قابض ہو بحیثیت قبضہ اسکا مملوک ہوجاتا ہے اور وہ اسمین تصرفاتِ مالکانہ بیع و شراء وغیرہ جاری کرسکتا ہے یا نہین۔ بینوا توجروا؟

مسئلہ وقفیت عام قبرستان

الجواب عام قبرستان وقف ہوتا ہے اور سوا اللہ جل شانہ کے کوئی اسکا مالک نہین ہوتا اور جب وقف ہوا تو متولی بحیثیت قبضہ اسکا مالک نہین بن سکتا اور اسمین کوئی تصرفِ مالکانہ بیع و شرا وغیرہ نہین کرسکتا اور اگر کسی نے اسے بیع کیا وہ بیع قابل فسخ ہے کتاب ہدایہ مین جس جگہ مسائل جہان سرائے و مسافرخانہ و مقابر وغیرہ کے بیان کیے ہین وہان لکھا ہے۔ وَعِنْدَ اَبِیْ یُوْسُفَ یَزُوْلُ الْمِلْکُ بِالْقَوْلِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ اِذَا اسْتَقَی النَّاسُ مِنَ السِّقَایَةِ وَسَکَنُوا الْخَانَ وَالرِّبَاطَ وَدَفَنُوْا فِی الْمَقْبَرَةِ زَالَ الْمِلْکُ۔

یعنی امام ابویوسف کے نزدیک یہ چیزین مذکورہ بیان کردینے سے وقف ہوجاتی ہین اور ملک سے نکل جاتی ہین اور امام محمدؒ کے نزدیک جب لوگ سقایہ سے پانی پینے لگیں اور مسافرخانون مین رہنے اترنے لگین اور قبرستانون مین مدفون ہونے لگین ملک جاتی رہتی ہے اور وقف ثابت ہوجاتا ہے ہدایہ مصطفائی جلد اول صفحہ ۶۲۶ اور کتاب عالمگیری مین یہی مضمون لکھا ہے مین ذکر فی الحاوی ان الفتوی علی قولہما فی ہذہ المسائل وعلیہ اجماع الامة کذا فی المضمرات۔ پس ثابت ہوا کہ عام قبرستان وقف ہوتا ہے اور کوئی شخص متولی وغیرہ اسمین استحقاق ملکیت کا نہین رکھتا اور نہ کسی کا بیع و شرا اسمین جاری و درست ہوسکتا ہے اور جو بیع واقع ہوئی ہو فسخ کرنا چاہیے ہدایہ مین لکھا ہے واذا صح الوقف لم یجز بیعہ ولا تملیکہ صفحہ ۶۲۰ یعنی جب وقف درست ہوچکا اب اسکا بیع کرنا اور کسی کی ملک بنانا جائز نہین واللہ اعلم

سوال چہ می فرمایند علماے دین در بارہ کثرت مصافحہ بروز جمعہ و بعد نماز عیدین و بعد نماز پنجگانہ و تراویح بخصوصیت وقت مصافحہ بدعت قبیحہ شود یا موجب ثواب عظیم۔

الجواب انسان نجس العین نہین اگرچہ کافر و مشرک ہو بعضے لوگون کو آیۂ کریمہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام سے شبہ ہوجاتا ہی کہ مشرک نجس العین ہی اور اسی وجہ سے مسجد حرام مین آنا درست نہین مگر انصاف یہ ہی کہ اس آیت سے ہرگز اس مطلب پر استدلال نہین ہوسکتا لفظ نجس مشترک ہی درمیان نجاست اصلی و عارضی و ظاہری و باطنی و حقیقی و حکمی و خفیفہ و غلیظہ کے پس بلا دلیل ایک معنی کو معین کرنا تحکم ہی بلکہ لفظ محتمل سب معانی کو ہے جب محتمل ہوا قابل استدلال نرہا اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر دوسری جگہ فرماتے ہین انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس پھر کیا میسر و انصاب و ازلام کو نجس العین کہین گے اور ممانعت دخول مسجد حرام کی کچھ نجس العین ہونیکی وجہ سے نہین اگر یہ وجہ ہوتی تو مسجد حرام کی کیا تخصیص تھی سب مساجد کے لیے یہی فرماتے پس خاص مسجد حرام کے حکم بیان فرمانے سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے ممانعت حج و عمرہ کی ہی جو خاص مسجد حرام کے ساتھ مخصوص ہی اور مساجد مین داخل ہونا مشرک کا جائز ہی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفد بنی ثقیف کو جو کہ مشرکین تھے مسجد مین اتارا اور ثمامہ بن اثال کو جو کہ حالت شرک مین گرفتار ہوکر آئے تھے مسجد کے ستون سے باندھا دو نو روائتین مرقوم ہین روی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم انزل وفد بنی ثقیف فی المسجد وکانوا مشرکین انتہی عنایہ شرح ہدایہ وروی البخاری بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ بن اثال سید اہل الیمامۃ فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد جلد اول ص ۶ باب دخول المشرک فی المسجد پس اگر مشرک نجس العین ہوتا تو آپ کیون مسجد مین داخل ہونے دیتے اور اسی طرح صحابہ و تابعین و اتباع تابعین وغیرہم امت کا تعامل ہا پس معلوم ہوا کہ مراد نجس سے آیت مین نجس العین نہین بلکہ مراد نجس الباطن و خبیث الاعتقاد ہی کیونکہ شرک نجاست قلب کی ہی جیسے ایمان طہارت قلب کی ہی جب مراد نجاست باطنی ہوئی تو باطنی نجاست طہارت ظاہری کے منافی نہین ہوسکتی پس جو احکام متعلق طہارت ظاہری کے ہین سب ثابت ہونگے اُسکے ہاتھ کا دباغت دیا ہوا چمڑا پاک ہوگا یا وہ پانی پلاوے یا احتیاط سے کوئی حلال کھانا پکا کر کھلاوے کھانا پینا جائز و حلال ہوگا ہان اگر کوئی یون سمجھے کہ ہندو باوجودیکہ اہل باطل ہین ہم سے کہ اہل حق ہین ذلیل و ناپاک سمجھ کر پرہیز کرتے ہین تو اسکی پاداش مین ہم بھی اُن سے احتراز رکھین اس احتیاط کا کچھ مضائقہ

مے کنند این شرک ست و این چنین طعام یا شیرینی خوردن حرام است وما اہل بہ لغیر اللہ تو بعضے محض برای خداے کنند و نیت مے دارند کہ خدا تعالے ثوابش بروح فلانے بزرگ برساند این جائز ست چنین طعام و شیرینی ہم حلال واللہ اعلم۔

مسئلہ بوسہ دادن ابہام بر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سوال بوسہ دادن ابہام سا بر لفظ محمدؐ در اذان وغیرہ جائز ست یا نہ؟

الجواب بوسہ دادن ابہام بر لفظ محمدؐ اصلی ندارد از کداے نقل صحیح ثابت نشدہ محض طریق اختراعی و ابتدای ست اگر گویند تعظیم اسم مبارک مے کنند پرسیدہ شوند کہ دیگر وقت ماسواے اذان اگر کسے اسم مبارک بر زبان راند چرا تعظیم نے کنند در چنین امور تعظیم و محبت نیست محبت و تعظیم ہمان ست کہ خدا و رسول شمردہ قل ان ہدی اللہ ہو الہدے ع دوستی بحز در چوان دشمنی ست واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ طہارت چرم مردار بدباغت

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین در بارہ پاک ہونے چرم اس حیوان کے جو بقضا اپنے فوت ہوا اور قوم چمار اُسکا گوشت حرام اپنے تصرف مین لاتے ہین اور چرم کو اُسکی دباغت دیکر جفت پاپوش وغیرہ طیار کرتے ہین جملہ مسلمانان اہل سنت وجماعۃ مین یہ امر رواج یافتہ ہی کہ بعد وضو کے پانون دھوکر اسمین رکھتے ہین اس صورت مین پانون اُسکا اور لباس مصلی کا پاک رہا یا نجس ہوا اور دباغت دادہ کافر چرم اصل مردار کیونکر پاک ہوا؟

الجواب سواے خنزیر کے کہ وہ نجس العین ہے اور سواے انسان کے کہ وہ مکرم ومحترم ہی اور سب جانورون کا چرم دباغت سے پاک ہوجاتا ہی اگرچہ وہ جانور مردار ہو وکل اہاب دبغ فقد طہر وجازت الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والادمی لقولہ علیہ السلام ایما اہاب دبغ فقد طہر ہدایہ جلد اول ص۲۲ عن میمونۃ قالت اہدی لمولاۃ لنا شاۃ من الصدقۃ فماتت فمر بہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا دبغتم اہابہا فاستمتعتم بہ فقالوا یا رسول اللہ انہا میتۃ قال انما حرم اکلہا ۱۰ ابو داؤد جلد ثانی ص۲۱۳ اور بہت حدیثین اس مضمون کی ہین من شاء فلیرجع الی کتب الحدیث پس جب چرم مدبوغ پاک ہوا تو اسمین ڈالنے سے پانون ناپاک نہین ہوتا۔

سوال ہنود کے ہاتھ سے پانی پینا یا کوئی شے پختہ کھانا درست ہی یا نادرست ہے۔ نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اگر درست ہی تو کس صورت سے درست ہی کافر نجس العین ہی یا کچھ کم؟

ہوتے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیون نہ کرتے اسکا جواب رقم فرمائین ؟

الجواب حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کا زندہ رہنا جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تک ثابت ہی اور ایک روایت مین ملاقات بھی ثابت ہی کتاب احیاء العلوم جلد اول ترتیب اوراد کے بیان مین جہان مسبعات عشر کا ذکر ہی وہان مذکور ہی کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے ابراہیم تیمی کو مسبعات عشر تعلیم فرمائی تو انھون نے پوچھا کہ آپکو یہ عطیہ کس نے دیا انھون نے فرمایا کہ مجھکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمایا ہی اس سے ملاقات و روایت حدیث ثابت ہوئی اور بعد وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے پاس تشریف لائے اور تعزیت فرمائی اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہی کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے چنانچہ روایت ذیل سے معلوم ہوتا ہی ودخل رجل اشہب اللحیۃ جسیم صبیح فتخطی رقابہم فبکی ثم التفت الی الصحابۃ رضی اللہ عنہم فقال ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ و عوضا من کل فائت وخلفا من کل ہالک فالی اللہ انیبوا والیہ فارغبوا و نظرہ الیکم فی البلاء فانظروا فانما المصاب من لم یجبر وانصرف فقال ابو بکر وعلی رضی اللہ عنہما ہذا الخضر علیہ السلام ۱۲ یعنی مستدرک حاکم ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین حاشیہ متن حزب پنجم ص ۲۰۲ اور اب تک زندہ ہونے پر تمام اہل باطن وصلحا کا اتفاق ہی اور ہمیشہ ایسے لوگون سے ملاقات کرتے رہے اور کرتے ہین مولوی نظامی فرماتے ہین سہ مراخضر تعلیم گر بود دوش '' اور اکثر بزرگون سے حکایات بتواتر ملاقات ونکی زندگی کی منقول و مشہور ہین فقط واللہ تعالی اعلم

سوال - حقہ پینا کیسا ہی اور اصل مین وہ کیا ہی فقط ؟

الجواب یہ حقہ قریب تین سو برس کے ہوئے کہ کفار نے نکالا ہی پھر سب مین شائع ہوگیا اور اصل مین یہ ایک دوا ہی بعض امراض کو نافع بھی ہی اور کثرت اسکی مضر ہی کما یعلم من کتب الطب پینے والون کی مختلف غرضین ہین مختلف مزاج ہین مختلف طور مین اور مختلف خیال اور مختلف عادتین ہین کوئی مرض کے لیے پیتا ہی کوئی شوقیہ پیتا ہی کیسکو کچھ نافع ہی کیسکو مضر ہی کوئی پیکر منہ صاف کرتا ہی کوئی ٹرالیتا ہی کوئی احتیاط سے پیتا ہی کوئی بے احتیاطی سے کوئی برا سمجھ کر پیتا ہی کوئی اچھا جانکر پیتا ہی یہانتک کہ بعض روزہ مین پیتے ہین اور کہتے ہین کہ روزہ نہین ٹوٹتا کوئی بہت کثرت سے پیتا ہی کوئی کبھی کبھی پی لیتا ہی بعض کو ایک گھنٹہ نہ ملے سبے چین ہوجاتے ہین بعضو نکو کئی کئی روز تک خیال نہین ہوتا پھر تمباکو مین بھی بعض اقسام بہت تیز اور مضر ہین بعضے کم درجہ مین ہین کسی مین تو زیادہ ہی کسی مین کم ہی کسی مین

نہین کہ الحق یعلو ولا یعلی وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

سوال کلمہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے ورد کے متعلق جناب کی راے مبارک کیا ہے قران کریم کی صدہا آیات ظاہری طور پر تو اسکے مخالف نظر آتی ہین اور نیز حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب جیسے متبحر عالم اور صوفی بھی اس سے منع کرتے ہین گو دوسری طرف شاہ غلام علی شاہ صاحب اور حضرت مرزا جانجانان صاحب جیسے اعلی درجہ کے صوفی اسکے عامل نظر آتے ہین۔ خود اعلے درجہ کے علما و فضلا اور صوفیہ مین ایسے اہم مسائل کے متعلق اختلافات دیکھکر ہمارے جیسے کم علم جنکو دینی بصیرت کا حقہ حاصل نہین ہے حیران اور سرگردان رہجاتے ہین اور یہ اختلافات حنفی شافعی مالکی حنبلی یا مقلدین اور غیر مقلدین کے خفیف اختلافات سے کوئی تشابہ نہین رکھتا اسکا ایک فریق تو زبردست دلائل سے اسکو شرک ٹھہراتا ہے اور دوسرا فریق ایک لائق پلیڈر کا پارٹ لیکے کرکے اسکے حمایت کے واسطے ویسے ہی زبردست دلائل پیش کرتا ہے امید ہے کہ جناب بندہ نوازی فرماکر اسکے متعلق راے مبارک کا اظہار فرمادینگے؟۔

الجواب ایسے امور و معاملات مین تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجایش ہوسکتی ہے تاویل مناسب کرکے اور سقیم الفہم کے لیے بوجہ مفاسد اعتقادیہ و عملیہ کے اجازت نہین دی جاتی چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہین انکو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے اور منع کرنے کے وقت اسکی علت اور مدار نہی کو اسلیے بیان نہین کیا جاتا ہے کہ قیاس فاسد کرکے ناجائز امور کو جائز قرار دے لین گے جیسے عوام کی عادت ہے کہ دو امرون کو جن مین واقع مین تفاوت ہے مساوی سمجھکر ایک کے جواز سے دوسرے پر بھی جواز کا حکم لگا لیتے ہین اسلیے انکو مطلقاً منع کیا جاتا ہے۔ اس قاعدے کے دریافت کرلینے کے بعد ہزارہا اختلاف جو اس امور مین واقع ہین انکی حقیقت منکشف ہوجاویگی اسکی ایسی مثال ہے کہ بوجہ رداءت اکثر مزاجون کے کوئی ڈاکٹر کسی ثقیل چیز کے کھانے سے عام طور پر منع کردے مگر خلوت مین کسی خاص صحیح المزاج آدمی کو بعض طرق و شرائط کے ساتھ اسی چیز کی اجازت دیدے اس تقریر سے مانعین و مجوزین کے اقوال مین تعارض نہ رہا گو یہ اجازت عوام کے حق مین سم قاتل ہے۔

سوال خواجہ خضر علیہ السلام درقید حیات ہین یا نہین پانچوین مذہب والے کہتے ہین کہ نہین اگر حیات

؎ جیسے طریقہ میلاد مروجہ کیونکہ نفس ذکر ممنوع نہین مگر بخیال اعتقاد وجوب ولزوم کے منع کرتے ہین اور دیگر مسائل مختلفہ ۱۲

مین اور حالات سید الشہدا علیہ السلام بیان کرنا جائز ہے یا نہین جیسا کہ اکثر ہندوستان مین عادت ہے کیونکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ و حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین و احیاء العلوم مین اس امر کو حرام و مکروہ اور شعار روافض سے فرمایا ہے مثل مشاجرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پس آپکو اس امر کی تشریح بخوبی فرمانا چاہیے کہ آیا پڑھنا شہادت نامہ کا جائز ہے یا نہین اور جائز ہے تو کس طور پر اور کس صورت سے ؟

الجواب فی الحقیقت واقعۂ جانکاہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و عن احبائہ وسخط علے قاتلیہ و اعدائہ اس قابل ہے کہ اگر تمام زمین و آسمان و حور و ملک و جن و انس و جمادات و نباتات و حیوانات قیامت تک یہ کہہ کہہ کر رووین کہ

صبت علی مصائب لو انہا صبت علے الایام صرن لیالیا

تو بھی تھوڑا ہے مگر خیال کرنیکی بات ہے کہ جنکی محبت مین رووین بیٹھین تو جو حرکات ان کے خلاف طبع ہون انکا ارتکاب ان حضرات کے ساتھ سخت عداوت کرنا ہے ع دوستی ہیز د چون دشمنی ست - پس بہیئت کذائیہ باجتماع مردمان جاہلان بخصوص ایام عشرۂ محرم الحرام بہ بیان غیر واقعی و روایات موضوعہ بحرکات غیر مشروع و افعال ناجائز و نوحۂ حرام شہادت نامہ پڑھنا بحسب ارشاد حضرت غوث الثقلین و حضرت امام غزالی رحمہما اللہ تعالے بیشک بدعت اور شعار روافض سے ہے احتراز اس سے واجب ہے عن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال نہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن المراثی و فی حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار اور خصوصاً انھین لوگون کی مجلس مین جانا اور وہان مین شریک ہونا سخت مذموم اور قبیح ہے من کثر سواد قوم فہو منہم و من رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ رواہ الدیلمی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کذا ذکر السیوطی فی جمع الجوامع ہان البتہ اگر گاہے گاہے بہ نیت برکت بطور ذکر بزرگان بلا تعیین یوم و بلا التزام اجتماع مجمع بروایات صحیحہ معتبرہ بلا شرکت روافض بدون افعال و اعمال نامشروع پڑھے اور غمگین ہو باعث خیر و برکت ہے

اعد ذکر اہل البیت لی ان ذکرہم ہو المسک ما کررتہ یتضوع

سوال بخدمت ذو المجد و الکرم مولانا و مقتدانا مولوی اشرف علی صاحب مد فیضہم پس از سلام مسنون

نوبت نشہ یا فتور کی ہو کسی مین نہین کوئی ایسی چیز کے ساتھ مرکب ہو جس سے اسکی خباثت کم ہو جاتی ہو کوئی نہین ہو اسی طرح حقہ اور نیچہ مین بھی بعضے نیچہ کے کپڑے پاک ہین کسی کے ناپاک کسی کے مشتبہ کوئی پیچوان ہو اسمین آب قلیل آتا ہو کسی مین زیادہ آتا ہو کوئی جلد جلد تازہ کیا جاتا ہو کوئی کئی کئی دن تک سڑتا رہتا ہو کوئی عام ہو سب کا منھ لگتا ہو جیسے تکیون کے حقے۔ کوئی خاص ہو غرض نہ سب پینے والے برابر نہ سب تمباکو ایک طرح کے نہ سب حقے و نیچے ایک قسم کے سب متفاوت اور مختلف ہر ایک کا حکم جدا پس اگر کسی نے ضرورت شدید مین کسی مرض دشوار کے علاج کے لیے احتیاط سے بطور دوا کے کبھی ایک آدہ بار پی لیا چندان جرم نہین اور جو بعد ازالہ بغیر ضرورت شوقیہ پیوے جیسا آج کل شائع ہو کہ یہی محفل کی زیب و زینت ہو گئی اور اسی کی خاطر و تواضع رہ گئی اسکے نہ ملنے کی شکایتین ہوتی ہین کہ فلانے نے حقہ بھی نہ دیا اور زبان سے چاہے برا کہتے ہون اور شاید دل مین بھی جانتے ہون مگر ظاہر مین بیباکانہ اسکو پیتے ہین۔ اور ذرا محجوب و منقبض نہین ہوتے اور آخر مین مضر بھی ہوتا ہو اور منھ مین برابر بدبو آتی ہو اور ہر دم منھ مین گندا رہتا ہو اور حواس مین بھی کدورت آجاتی ہو اور تشبہ اہل نار کے ساتھ ہو کہ منھ اور ناک مین سے دھوان نکلتا ہو اور خود دھوان اور آگ بھی آلہ عذاب کا ہو اسکے ساتھ متلبس رہتے ہین اس طور اسکا عادی ہو جانا بسبب اجتماع ان امور کے بیشک برا اور سخت مکروہ ہو پھر امور مذکورہ سابق کے تفاوت سے کراہت مین بھی تفاوت ہوگا اور بعضے پینے والے جو بد احتیاط ہین اور سڑے ہوئے حقے ناپاک نیچے پر تمباکو پیتے پیتے نشہ ہو جاتا ہو اور شراب کی سی مدہوشی ہوتی ہو اسکی حرمت مین کچھ شبہ نہین حاصل ہو کہ کوئی حقہ زیادہ مکروہ کوئی کم مکروہ کوئی حرام۔ کوئی ضرورت شدیدہ مین بطور دوا کے ایک آدھ بار روا اور اس تقریر پر ممکن ہو تطبیق درمیان اقوال علما و فقہا کے جو مختلف ہین اسکے اباحت و کراہت و حرمت مین پس جیسا موقع کسی نے دیکھا ہوگا ویسا کہدیا ہوگا بہرحال پینے والا اسکا گناہ سے خالی نہین اور اصرار گناہ پر سخت گناہ ہو اور اکثر اہل کشف و رویاء صادقہ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اسکا پینے والا محفل مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین دخل نہین پاتا اور بعضون نے اسکے پینے والون کو معذب بھی دیکھا ہو اعاذنا اللہ منہ کسی نے کیا خوب کہا ہو شعر تماکو نوش را سینہ سیاہ است ٭ اگر باور نداری سنے گواہ ست ٭ ہذا ما عندی واللہ تعالے اعلم و علمہ اتم و احکم ٭

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس امر مین کہ ایام محرم الحرام مین شہادت نامہ پڑھنا مجمع عام

مخالفین کے حسب منشا ملا اور جن پر مخالفین حضرت حاجی صاحب کی مُہر اور دستخط ہونا بھی بیان کرتے
ہین چونکہ یہ کہ جہانتک مجھکو تحقیق ہوا ہو آپ اسی کار خیر کے متعلق عرائض کے جواب دینے اور اپنے
اوقات عزیز کے صرف کرنے مین بخیال اصلاح حال و قال مومنین و حقوق المسلمین دریغ بھی نہین
فرماتے ہین لہذا وہ شبہات ذیل مین گذارش کرکے امیدوار ہون کہ بمقتضاے شفقت و
ہمدردی اسلامی تفصیلی جواب انکا مرحمت ہو تا کہ آیندہ کے لیے اس قسم کے خلجانے جو وساوس
شیطانی کہے جانیکے لائق ہین طبیعت محفوظ رہے اور مخالفین کو جوابِ معقول دیکر ساکت کرنیکا
موقع ملے **شبہ اول** یہ ہو کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقدات و معمولات
جو اون کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ سے یا تقریظ مندرج رسالہ درمنظم سے یا بعض دیگر فتاوے
ہم مضمون رسالہ مذکور پر دستخط اور مہر ہونے سے یا اُن معتقدات اور معمولات کی نسبت بعض اشخاص
معتمد کی چشم دید اور گوش زد احوال و اقوال بیان کرنے سے ثابت ہوتے ہین آیا واقعی تھے یا یہ اقوال
و افعال بخلاف اپنے ذاتی عقیدہ کے کسی مصلحت پر مبنی تھے و برعایت شریف والا لیان مکہ معظمہ وغیرہ
حضرت سے سرزد ہوتے تھے اگر بخلاف عقیدۂ واقعی کے تھے تو یہ صورت تقیہ کی اور شعار روافض سے
ہو جو حضرت کے کمالاتِ ظاہری و باطنی کے بالکل منافی ہو اور اگر موافق عقیدۂ واقعی کے تھے۔ تو اُن
حضرات کے جو حضرت سے واسطۂ ارادت اور خلافت رکھتے ہین اُن معتقدات اور معمولات کو
بدعت اور واسطۂ ضلالت کہنے کا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر کیا اثر ہوا اور اُن حضرات
کے حق مین کیا نتیجہ پیدا ہوا۔ **دوسرا شبہ** یہ ہو کہ آیا مرید اور خلیفہ کو من کل الوجوہ اتباع شیخ کی
ضرورت ہو یا نہین اور اگر نہین ہو اور صرف اوراد و اشغال متعلقہ طریقت مین اتباع کافی ہو اور
دیگر مسائل شرعیہ مین اپنے علم اور اجتہاد سے کام لینے کا مجاز حاصل ہو تو اس صورت مین احکام شرعیہ
مین شیخ کے عمل بالخلاف سے مرید کے قلب مین عظمتِ شیخ جیسا کہ چاہیے تا ہم نہین رہ سکتی بلکہ جب
شیخ کے عقائد اور اعمال بزعم مرید خلاف شرع اور سنت ہون گے تو شیخ کے ساتھ ارادت بھی کسی طرح
باقی نہین رہ سکتی اور ایسی حالت مین خود شیخ لائق مشیخت متصور نہین ہو سکتا اس لئے کہ جب
شیخ کو قطع نظر علم ظاہری کے اپنے کشف باطنی اور نور عرفان سے بالخصوص ایسے مسائل مین جو اسکے
اور اسکے مریدون کے فیما بین مابہ الاختلاف ہون حق و باطل اباحت و ضلالت مین تمیز نہ ہو سکے

[illegible]

معروض آنکہ اگرچہ مین ایک شخص اجنبی ہون لیکن بعض اعتبارات سے اپنے آپ کو زمرہ خدام مین تصور
کرتا ہون اور اسی بنا پر بے تکلفانہ ایک تکلیف خاص دینے کی جرأت کرتا ہون
اور وہ یہ ہے کہ مجھکو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ سرہ العزیز
کے ساتھ بعض وجوہات سے ہمیشہ سے ایک عقیدت قلبی ہے اور جو حضرات حضرت حاجی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ واسطہ و ارادت رکھنے والے ہین اُن کے ساتھ بھی
دلی اخلاص ہی اور بالخصوص حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہم العالی کے ساتھ جنکے محامد
خود حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تالیفات مین بالتخصیص ارقام فرمائے ہین اور
اپنے معتقدین کو اُنکی جانب رجوع لانیکی ہدایت فرمائی ہی ایک خاص ارادت ہی لیکن بعض اوقات بعض
مخالفین اور مبتدعین کے بعض اعتراضات اور شبہات کی وجہ سے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ
علیہ اور حضرت مولانا سلمہ اللہ تعالےٰ کے بعض معمولات اور معتقدات کے مختلف فیہ ہونے کے بارہ
مین کیے جاتے ہین اور جنکا جواب معقول اپنے آپ سے بن نہین پڑتا طبیعت کو ایک خلجان پیدا ہوجاتا
ہی اس لیے مین یہ چاہتا ہون کہ اُن شبہات کا دفعیہ مخالفین کے جواب اور نیز اپنی تشفی قلب کے واسطے
آپ کے ذریعہ سے کرون کیونکہ اول تو مخالفین کو ایسے شبہات پیدا کرنے کے لیے جو زیادہ
جرات اور قوت ہوگئی ہی وہ رسالہ فیصلۂ ہفت مسئلہ کی اشاعت ہی اور یہ رسالہ آپ ہی کا شائع
کیا ہوا ہی اگرچہ آپ نے اُسکے ساتھ ایک مضمون بطور ضمیمہ کے بھی اضافہ فرمایا ہی جو صرف ہم جیسے
معتقدین کے لئیے فی الجملہ باعث طمانیت ہوسکتا ہی لیکن تاہم وہ مضمون اس اصلی تحریر کے مطلب
پر کوئی کافی ووافی اثر پیدا نہین کرسکتا اور مخالفین اسکو نظر تام سے دیکھنے اور قابل قبول قرار نہین دیتے
بلکہ اُس تقریظ کے مضمون سے جو رسالہ درمنظم مولفہ شاہ عبدالحق صاحب مہاجر مکی پر حضرت حاجی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے ارقام فرمائی ہی اُس اصلی مضمون رسالۂ فیصلہ کی تائید ہوتی ہی دوسرے یہ کہ جناب کی
تحریرات جسقدر اس وقت تک میرے مطالعہ سے گذری ہین اُن کو تعصب و تشدد و نفسانیت
سے مبرا اور انصاف اور حقانیت اور معقولیت سے مملو پایا جو مخالف کو موافق اور حق ناشناس
کو حق پسند بنانے کا ایک اعلےٰ ذریعہ ہی تیسرے یہ کہ غالباً آپ کو ان فتاوے کا حال بھی معلوم ہوگا
جو اہل ہند نے کسی کسی مسئلہ مختلف فیہ کی نسبت مکہ معظمہ سے طلب کئے تھے اور اسکا جواب بعض

امراد یہ کو دشواری ہوتی ہے پس اگر جناب والا توجہ فرماوین اوران امور کا جواب مفصل تحریر فرماوین تو قطع نظر اسکے کہ مخالفین کے جواب دینے مین سہولت ہو جاوے بعد از لیطمئن قلبی کے موافقین کے انشراح خاطر کو لیے بھی بے نہایت بکار آمد اور مفید ہو زیادہ بجز نیاز کیا عرض کیا جاوے فقط والسلام ۰

الجواب مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ- بعض امور فی نفسہ مباح وجائز ہوتے ہین مگر مفاسد عارضہ سے قبیح ہو جاتے ہین جیسے اعمال متنازعہ فیہا فی زماننا مثل مجلس مولد شریف اور فاتحہ دگیارہوین ونحوہا ان مین دو طرح کا اختلاف ہوسکتا ہی اول یہ کہ ان مفاسد کو قبیح نہ سمجھے یہ اختلاف ضلالت ومعصیت ہی- دوسرے یہ کہ ان مفاسد کو قبیح سمجھے اوران مفاسد کے ساتھ ان اعمال کی بھی اجازت نہ دے مگر بوجہ حسن ظن اور عوام الناس کے حالات تفتیش نہ کرنے سے یہ سمجھکر کہ یہ لوگ ان مفاسد سے بچتے ہونگے یا بچ جاوینگے اجازت دیدی سو یہ اختلاف فی الواقع مسئلہ مین اختلاف نہ ہوا بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق مین ہی سو واقعہ کی تحقیق کی غلطی علم وفضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتی ہی اور اس سے عظمت یا شان یا کمال اور قرب الٰہی مین کچھ فرق نہین آتا انتم اعلم باموردنیاکم خود حدیث مین ہی- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ درباب بشارت یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا باوجود صدور حکم نبوی درباب اجراے حد زنا ایک جاریہ کے زچہ ہونے کی وجہ سے تعمیل حکم مین التوا کرنا اور حضور کا اسکو پسند فرمانا خود احادیث صحیحہ مین آیا ہی- امید ہی کہ میرے اس مختصر مضمون سے سب شبہات حل ہو گئے ہونگے مگر احتیاطاً کسی قدر مفصل بھی عرض کرتا ہون **شبہ اول** کا جواب یہ ہی کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی عقائد ہین جو اہل حق کے ہین اور حضرت کا ان اعمال مین شریک ہونا یا تحریراً وتقریراً اذن فرمانا نعوذ باللہ مبنی فساد عقیدہ پر نہین ہی نہ تقیہ پر ہی بلکہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہین انکو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین یا مخاطبین یا حاضرین مجلس بھی ان مفاسد سے مبرا ہونگے تو بعض جگہ یہ گمان صحیح تھا- اور بعض جگہ حسن ظن کا غلبہ تھا اور یہی صورت اکثر تھی اور جو لوگ بدعت وضلالت کہتے ہین نفس افعال کو نہین کہتے کہ حضرت پر اثر پہونچے بلکہ مفاسد کو کہتے ہین جس سے حضرت خود بری ہین پس حضرت کے قول وفعل کا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ افعال بلا مفاسد جائز ہین اور فتواے علماء کا حاصل یہ ہوا کہ یہ افعال مع المفاسد ناجائز ہین سو اسمین

تو وہ بھی ترقی مدارج وطے منازل اے اللہ کا ذریعہ کیونکر بن سکتا ہی یا کیونکر بنایا جا سکتا ہی اور وہ کامل
مکمل کیونکر متصور رہ سکتا ہی اور اگر یہ کہا جاوے کہ ایسے مسائل فرعیہ کا اختلاف قدیمی بات ہی اور
ایسے معاملات طریقت مین کچھ حرج متصور نہین ہی تو اول تو یہ اختلاف ایسا ادنی درجہ کا نہین ہی دوسرے
اسکے تسلیم کرنے مین طالبانِ حق کو کسی عالم وکامل متبع سنت شیخ کی تلاش کرنے کی جو ایک ضروری
بات قرار دی گئی ہی ضرورت باقی نہین رہتی بلکہ ہر صوفی مشرب اُن اشغال معینہ ومعمولات کی تعلیم
اور بذریعۂ بیعت داخل سلسلہ کرنے کے لئے کافی ہو سکتا ہی اور اگر مرید اور خلیفہ کو اتباع کامل کی ضرورت
ہی اور مرشد کے ساتھ ہم خیال وہم عقیدہ وہم عمل ہونا ضروری ہی تو بوجہ اختلاف مسائل معلومہ متذکرہ شبہ
اول ان حضرات کے اندر اُنکا فقدان ظاہر ہی پس ایسی حالت مین ان حضرات کی خلافت خلافتِ
راشدہ کیونکر تسلیم ہو اور اگر نہ تسلیم ہو تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فرمان جو بالتخصیص
حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے حق مین نافذ ہوے ہین کیا معنی رکھتے ہین اور کس بنا پر ہین اور اگر
ہر دو حضرات کے معتقدات اور معمولات یکسان قرار دیے جائین تو تطبیق کس طریقہ سے کی جاوے اور
قطع نظر دیگر مضامین کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے لئے ایک
شرح پر از تاویلات کثیرہ مطلوب ہوگی **تیسرا شبہ** یہ ہی کہ حضرت حاجی صاحب کے خلفا مین
باعتبار اختلاف بعض معتقدات ومعمولات معلومہ کے دو فریق ہین اور ہر فریق علما کا ہی جن مین ایک
فریق مولوی محمد حسن صاحب کانپوری مرحوم اور شاہ عبد الحق صاحب مہاجر مکی مرحوم و مولوی عبد السمیع صاحب
میرٹھی مرحوم وغیرہ کا ہی جنکے معتقدات ومعمولات مثل حضرت حاجی صاحب ودیگر متقدمین صوفیہ کرام پیشوایان
سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ہین۔ اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب مرحوم وجناب والا[1]
اور مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہی جو اُن معتقدات ومعمولات کو بدعت وضلالت بلکہ اُس سے
بھی زیادہ بدتر کہتے ہین کہ نوبت بشرک وکفر پہونچاتے ہین پس ان ہر دو فریق مین سے خلافت
راشدہ کس فریق کی متصور ہو سکتی ہی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایسے دو مختلف العقیدہ
والعمل اشخاص کو خلافت عطا فرمانا کیسا عمل ہی۔ بس یہ ہین وہ اعتراضات وشبہات جنکے جوابات
معقول دینے مین اور مخالفین نا معقول کو معقول کر دینے مین مجھ جیسے بعض کم علم محبان خانوادہ

[1] یعنی مولانا اشرف علی صاحب ۱۲

کی عبارت مین جا بجا تقلید کو مرتبۂ ضرورت مین سمجھنے کی مذمت مشرح کافی ہی اور مخاصم کے حق مین دنا ترو وساتیر بھی کافی نہین۔ تیسرے شبہ کی نسبت یہ عرض ہی کہ حضرتؒ کے تمام خدام کی خوش اعتقادی کا دعوے ہم نہین کرسکتے یقیناً بعض اہل علم کو بعض امور مین لغزش واقع ہوئی ہی بعض کو تو مسائل مین غلطی ہوگئی ہی جس سے حضرتؒ بالکل مبرا و منزہ ہین اگر وہ حضرتؒ کے قول کی سند لاوین تو بہت یقین کے ساتھ کہا جاتا ہی کہ اُنھون نے حضرت کے ارشاد کو نہین سمجھا یا حضرت نے غلبۂ حال مین کوئی امر فرمایا جو تاویل کے قابل ہوتا ہی اور ان صاحبون نے اُسکو ظاہر پر محمول فرمالیا چنانچہ اس ناکارہ کے روبرو غلبۂ حال مین بعض امور غامضہ فرمائے اور خود حضرت کی حالت سے معلوم ہوگیا کہ اس وقت غلبہ ہی ممکن ہی کہ کسی کو اسکی طرف توجہ نہ ہوئی کہ اسکو غلبہ سمجھا ہوا ور جن امور مین غلطی بھی نہین ہوئی مگر عوام اُس سے برباد ہوے چونکہ ان صاحبونکو غلبۂ حال ہی نہین اور عوام کے حال سے بھی علما کو بوجہ اختلاط عوام کے اطلاع زیادہ ہوتی ہی اس لئے ان صاحبون کی غلطی تحقیق واقعہ مین یا غلبۂ حال کے ارشادات نقل کردینے مین قابل معذوری نہین اور مشائخ مین یہ دو نوعذر صحیح ہین اور مسئلہ کی یقینی غلطی تو کسی کے لیے بھی عذر نہین مگر حضرتؒ اس سے بالکل بری ہین اور حضرت کا خلافت عطا فرمادینا کسی مبتلائے غلطی کو بنا برعدم اطلاع اس شخص کی غلطی کے ہی جسکا خلاف شان نہونا اوپر ظاہر ہوچکا ہی اگر اسکے بعد کوئی شبہ ہو بے تکلف اظہار فرمادیا جاوے۔ مین ایک ضرورت سے دوسری جگہ آیا ہون۔ شاید دوچار روز اور رہنا ہو فقط والسلام راقم اشرف علی عفی عنہ۔

مستفتی کا دوسرا خط جس مین اُسنے پہلے خط کی جواب پر کچھ شبہات کئے ہین

سوال ۱۵ بخدمت فیضدرجت جامع کمالات صوری و معنوی مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب دامت فیوضهم۔ پس از سلام مسنون عقیدت مشحون معروض آنکہ افتخار نامہ بجواب عریضہ صادر ہوکر کاشف اسرار ہوا اسمین شک نہین کہ جناب نے بطریق تمہید جواب جو کچھ اجمالاً تحریر فرمایا ہی وہ ہی مخلصین کے اطمینان قلب کے لیے کافی ووافی ہی لیکن منکرین کے لیے ہنوز گنجایش کلام باقی ہی جسکو جناب کے اس ارشاد کی تعمیل مین (کہ اگر اسکے بعد کوئی شبہ ہو تو بے تکلف اظہار کردیا جاوے) ذیل مین گذارش کرتا ہون اور امید ہی کہ اس مرتبہ کافی اور مفصل جواب کے بعد اس معاملہ مین ضرورت تصدیع باقی

ملے مستفتی کا دوسرا خط ہی جسمین اُسنے پہلے خط کے جواب پر کچھ شبہات کیے ہین ۱۲

کچھ اختلاف نہ ہوا البتہ یہ امر کہ آیا اکثر مواقع مین یہ مفاسد موجود ہین یا نہین اسمین حضرت اور علما کا اختلاف رہا سو یہ ایک واقعہ مین اختلاف ہی جیسے زید کے کھڑے ہونے مین اسمین اگر حضرت کو صحیح خبر تحقیق نہ ہو تو حضرت پر الزام و ملامت نہین اور نہ اختلاف کر نیوالون کو اسکے خلاف سے کوئی ضرر و نیز شبہ کا جواب یہ ہی کہ جو امر یقیناً خلاف ہو اسمین شیخ کا اتباع مرید کو ضرور نہین اور جو امر ایسا ہو کہ شیخ کا عقیدہ اسمین صحیح ہی اور کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہونچنے سے عمل خلاف مصلحت ہو گیا چونکہ فی نفسہ وہ امر خلاف شرع نہین حسن عقیدت و نیت سے شیخ نے کیا ہے وہ خلاف شرع نہین ہے اس لئے شیخ کی عظمت مرید کے قلب سے ذرہ برابر نہین گھٹ سکتی مثلاً اگر کسی شخص نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو کھانے مین زہر ملا کر کھلا دیا اور آپکو اسوقت خبر نہ ہوئی تو صحابہ کے قلب سے یہ سمجھکر کہ حضور نے زہر نوش فرمایا ہرگز عظمت کم نہین ہو سکتی بلکہ یہی کہا جاویگا کہ آپ نے تو کھانا حلال نوش فرمایا ہی مگر زہر کی اطلاع حضور کو نہ ہوئی ورنہ ہرگز نوش نہ فرماتے اور اس بنا پر مرید افعال شیخ کو خلاف شرع نہ سمجھے گا جو عظمت کم ہو اور کشف باطن اور نور عرفان سے حق و باطل کا انکشاف کسی درجہ مین مسلم سہی مگر یہان تو حق و باطل مین شیخ کو التباس ہی نہین جو انکشاف کی حاجت ہو اسکا انکشاف تو حاصل ہی کہ فلان طور پر حق ہی اور فلان طور پر باطل ہے صرف ایک واقعہ جزئیہ اسکی نظر سے مخفی ہی جسکا مخفی ہونا انبیا علیہم السلام سے بھی مستبعد نہین خود حدیث مین حضور کا ارشاد ہی کہ مین بشر ہون شاید کوئی شخص اپنے دعوے پر حجت شرعیہ قائم کر کے مقدمہ جیت لے اور اسکا حق نہ ہو اور مین اُسے دلادون تو وہ دوزخ کا حصہ لے رہا ہی ظاہری حجت پر حضور حکم فرما دیتے تھے اور بعض اوقات احتمال ہوتا تھا کہ شاید دوسرے کا حق ہو حضور پر ہرگز کوئی طعن نہین ہو سکتا آپ نے تو حق ہی فیصلہ فرمایا مگر چونکہ واقعہ کی تحقیق صحیح نہ ملی اس لیے صاحب حجت کو غالب فرما دیا ایسی حالت مین کامل مکمل ہونے مین کوئی شبہ نہین ہو سکتا بخلاف اُس شیخ کے جسکے عقائد یا مسالک مین غلطی القینی ہو وہ البتہ قابل شیخ ہونے کے نہین اور اوپر معروض ہو چکا ہی کہ حضرت کے عقائد یا مسالک مین خلاف نہین صرف ایک واقعہ کی تحقیق صحیح نہین پہونچی پس نہ حضرت پر کوئی شبہ رہا نہ خلفا کے خلافت راشدہ مین کوئی قدح رہا سلطان نظام الدین اولیا قدس سرہ کے خلیفہ کا سماع سے منکر ہونا شیخ کے روبرو مشہور و معروف ہے اور فہیم آدمی کے لئے خود فیصلہ بہت مشکل

جو محفل میلاد شریف ہوتی تھی یا جن محافل کے اندر ہندوستان مین یا مکۂ معظمہ وغیرہ مین حضرت حاجی صاحب کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا اُن محافل مین مراعی اور کثرت روشنی اور استعمال خوشبو و اہتمام فروش و جاے نشست ذاکر کو بلند و ممتاز قائم کرنا اور قیام بالتخصیص عند ذکر الولادۃ اور اجتماع ہر خاص عام کا نہ ہوتا تھا نہین ضرور ہوتا تھا پس وہ کون سے مفاسد تھے جن سے حضرت کو عدم واقفیت و لاعلمی تھی اور وہ کون سے واقعات تھے کہ جن سے حضرت بے خبر تھے کہ جسکی بنیاد پر واقعہ کی تحقیق مین غلطی ہونا تسلیم کیا جا سکے۔ شبہ دوم چونکہ شبہ اول پر مبنی ہے اس لیے اسکے جواب کا بھی وہی انداز قائم کیا گیا کہ کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہونچنے سے کوئی عمل خلاف مصلحت مرشد سے سرزد ہو جاوے تو اس سے عظمت شیخ کی بابت کوئی ناقص خیال پیدا نہین ہو سکتا اول تو حسب اقوال و اعمال متصوفین سابقین شیخ کے حق مین یہ کلام و گمان بھی کہ عمل خلاف مصلحت ہوا۔ سوء ادبی ہے کیونکہ باوجود علم و احتمال ایسے اختلافات عظیم کے ایسے شیخ سے عمل خلاف مصلحت ہو جانا اسکی شان مین فرق ڈالنے والی بات ہے۔ دوسرے یہ امر دریافت طلب ہوا کہ وہ کون سے ایسے واقعات تھے جنکی خبر صحیح حضرت کو نہ پہونچی تھی جہانتک خیال کیا جاتا ہے اس امر کا ثابت کرنا سخت متعذر معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کے خلاف شہادتین تحریری و تقریری ہندوستان مین اکثر موجود ہین۔ شبہ سوم کا جواب بھی بطرز سابق یہ ارقام ہوا ہے کہ حضرت کا خلافت عطا فرما دینا کسی مبتلاے غلطی کو بنا بر عدم اطلاع اس شخص کی غلطی کے ہے جسکا خلاف شان نہونا اوپر ظاہر ہو چکا۔ اس معاملہ مین اول تو اس بات کا مان لینا کہ حضرت کو ان اشخاص کے احوال و اقوال عقائد اور اعمال کی اطلاع نہ ہو سخت دشوار بلکہ بداہت کا انکار ہے اور کسی طرح قرین عقل نہین کہ جو لوگ مدتون خدمت و صحبت مین حاضر رہے ہون اور نزدیک و دور سے فیضان باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہون۔ ان کے معتقدات اور معمولات سے حضرت بے خبر رہین اور اگر عیاذاً باللہ بہ تمثیل منافقان اوائل زمانہ رسالت بے خبری تسلیم بھی کی جاوے تو حضرت پر بڑا الزام یہ عائد ہوگا کہ بلا اطمینان تصحیح حال و اعمال خلافت کیون عطا فرما دی اس لیے کہ یہ امر خلافت تو کوئی دنیا کا کام نہ تھا یا کوئی عبادات یا معاملات کا مسئلہ یا استفتا نہ تھا کہ جسکے بابت یہ حجت کی جا سکے کہ واقعات و حالات سے بے خبر رہنے کی وجہ سے حکم یا عمل خلاف واقعہ یا مصلحت صادر ہو گیا بلکہ یہ معاملہ تو بالکل نور باطن و تصفیۂ قلب و عرفان

نہ رہے گی۔ ہر دو روایاتِ مشہورہ کتمان بشارت اور التواے اجراے حدزنا کو تفصیل کے ساتھ ارقام فرماد یجئے۔ اور خلیفہ حضرت مولنا نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز کی مخالفت بعاملۂ سماع کا قصہ بھی مفصل مع حوالہ کسی کتاب کے اور نیز اسی قسم کی دیگر روایات اگر مستند کتابون سے بہم پہونچ سکین رقم فرمایئے اس لئے کہ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بمقابلہ دلائل و براہین عقلی ونقلی کے گذشتہ واقعات کی تمثیل متصوفین زمانہ حال مین زیادہ اثر پیدا کرتی ہے بنظر علم شبہات جوابات سابقہ عریضہ سابقہ مع سامی نامہ ہم رشتہ عریضہ ہذا مرسل ہے تاکہ تحریر جواب مین سہولت ہو۔ ایک امر محض بنظر اطلاع پیش کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اس عرصہ مین میری لنظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری مرحوم کی گذری ہی جسمین رسالہ فیصلۂ ہفت مسئلہ کی بابت یہ الفاظ تحریر تھے (ہفت مسئلہ مین جو ضمیمہ لگایا گیا ہے اسکی عدم رضا حضرت کی طرف سے ثابت ہے مولوی شفیع الدین صاحب سے بتاکید آپ نے فرمایا ہے کہ اشتہار دو اس امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہی) اب اصل مطلب عرض کیا جاتا ہے اور بطریق مدعیانہ۔ شبہ اول کے جواب مین آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہا جائز ہین۔ انکو جائز سمجھکر کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ فاعلین ومخاطبین وحاضرین مجلس اُن مفاسد سے مبرّا ہون گے۔ اس موقع پر اسکی تحقیق مطلوب ہوئی کہ وہ مفاسد کیا ہین جن سے حضرت مبرّا تھے اور دوسرون کا مبرا ہونا اپنے حسن ظن سے خیال فرماتے تھے جہان تک خیال کیا جاتا ہے مفاسد وہی امور قرار دیے گئے ہین جنکو حضرت حاجی صاحب نے مصالح پر مبنی نہ ہوتا ارشاد فرمایا ہے اگر یہ کہا جاوے کہ یہ امور فی نفسہ جائز ہین اور تبدیل نیت اور عقیدت سے ناجائز ہوجاتے ہین اسکے بارے مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ اول تو نیت وعقیدت کا حال کسی کو معلوم نہین ہوسکتا دوسرے باستثناے جہال وعوام عموماً تعلیم یافتہ اور خواص نیک نیتی وخوش عقیدتی کے ساتھ محض اُن مصالح پر نظر کرکے جو سلف سے منظور نظر ہین اس قسم کے اعمال کرتے ہین اور اُن اعمال کے ترک کو بھی صرف بخیال فوت ہوجانے ان مصلحتون کے یا ترک اقتداے بزرگان پیشین کے مذموم تصور کرتے ہین پھر ایسی حالت مین عام طور پر بلا کسی استثنا کے ان علما کی ممانعت حضرت حاجی صاحب کے ارشاد کے خلاف کیون نہ سمجھی جاوے کیا حضرت حاجی صاحبؒ کے یہان

مین ضمیمہ اس طرح اور ایسے عنوان سے پیش کیا گیا ہو کہ حضرت کو منظنہ انکار نفس اعمال یا مع القیود
المباحہ بلا لزوم المفاسد کا ہو گیا ہو اس بنا پر اظہار مخالفت مانعین کو مفر نہین ہے جو مفاسد
آپ نے دریافت فرماے ہین اگر آپ اصلاح الرسوم کی فصل بحث میلاد شریف - یا رسالہ
طریقۂ مولد شریف از تالیفتِ احقر ملاحظہ فرما دین تو اُن مفاسد کا بخوبی انکشاف ہو جاوے
مگر یہان بھی اُن کا خلاصہ و اصل الاصول عرض کیے دیتا ہون وہ مفسدہ یہی تبدیل نیت عقیدہ
ہے اور اسپر جو شبہہ لکھا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ عقیدہ و نیت کا حال بلا اظہار البتہ معلوم نہین ہو سکتا
مگر جب اہل عقیدہ اپنے قول یا فعل سے اُسکا اظہار کرینگے معلوم ہو جاوے گا - چنانچہ اُن صاحبون کی مجموعی حالت
سے اعتقاد کا حال صاف صاف ظاہر ہوتا ہے مختصر امتحان یہ ہے کہ اگر یون مشورہ دیا جاوے کہ جو قیود فی نفسہا مباح اور
جائز الفعل والترک ہین اُنکو جس طرح رکھتے ہو تو دس بار ترک بھی کر دو تا کہ قولاً و فعلاً اباحت ظاہر ہو جاوے تو اس
قدر شاق ہو گا کہ فوراً مخالفت پر آمادہ ہو جاوین گے اگر سچ مچ اِن امور کو ضروری نہین سمجھتے تو
اس شاق گذرنے کی کیا وجہ اکثر عوام کا تو یہی حال ہے اگر کسی تعلیم یافتہ فہیم کا یہ عقیدہ نہ بھی
ہو تو غایۃ ما فی الباب اُس کے لیے علت دو منع یہ نہو گی مگر یہ لازم نہین آتا کہ کسی دوسری
علت سے بھی منع نہ کیا جاوے اگر کوئی دوسری علت منع کی پائی جاوے گی تو اُن کو بھی
روکین گے وہ علت ایہام جاہل ہے یعنی خواص کے کسی فعل مباح سے اکثر عوام کے عقائد
مین فساد آنے کا اندیشہ غالب ہو تو خواص بھی مامور بترک مباح ہون گے شامی محشی درمختار نے
بحث کراہت تعیین سورہ مین یہ قاعدہ لکھا ہے کہ جہان تغیر مشروع ہو یا ایہام جاہل ہو وہان
کراہت ہو گی پس عوام الناس تغیر مشروع کی وجہ سے روکے جاتے ہین اور خواص ایہام جاہل
کی وجہ سے یہی وہ مفسدہ ہے جس کا مخفی رہ جانا اور ملتفت الیہ نہ ہونا بعید نہین اکثر مفاسد خیالات
و عقائد عوام کے بزرگان و اکابر سے مخفی رہتے ہوے روز و شب مشاہدہ مین آتے ہین شبہ
دوم کا جواب بھی اسی تقریر سے نکل آیا سوء ادب کا شبہ اہل فہم سے نہایت بعید ہے جب
انبیا علیہم السلام سے زلات کے صدور کے معتقد و قائل ہونے مین سوء ادب لازم نہین آتا تو
اولیاے کرام کے حق مین تو کون سی بات سوء ادب کی ہے ہان سوء ادب ایک طرح ہے
یعنی کہ بلا ضرورت ان زلات کو گاتا پھرے اور جو شخص مقام تحقیق احکام شرعیہ مین ان زلات کا

سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر کیون ان ذریعون سے مثل بزرگان سلف مریدین کے حالات کو دریافت نہین کیا تاکہ وہ غلطیان جن مین بعض خلفا مبتلا تھے آیندہ سلسلہ مین سنت پیر یا عمل شیخ قرار پا کر شائع نہ ہونے پائین کیون مرأۃ قلب حضرت مین ان خلفا کے بعض عقائد و اعمال فاسدہ کا عکس جیسا کہ اکثر بزرگوارون کے حالات مین مذکور ہوتا ہے منعکس نہین ہوا۔ اب ان امور کا جواب بعد ملاحظہ و توجہ تحریر اول کے ارشاد فرمایا جاوے اور پہلے پتہ کے موافق ارسال فرمایا جاوے اگرچہ اسمین شک نہین کہ اس فضول کام مین جناب کے اوقات عزیز کا صرف کرانا نہایت بے موقع تصدیع دہی ہے مگر بمقتضائے ضرورت نظر بر اشفاق عمیم جناب والا مجبوراً تکلیف دہی گئی فقط زیادہ نیاز۔

الجواب از خاکسار اشرف علی عفی عنہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مین ہنوز جرتھاول ہون اس لئے آپ کا خط دیر مین ملا۔ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ منکرین کے لیے ہنوز گنجایش کلام باقی ہے سو احقر نے پہلے بھی منصفین کے لیے لکھا تھا۔ اور اب بھی اسی غرض سے لکھتا ہون منکرین کے لیے پہلے ہی خط مین لکھ چکا ہون کہ دفاتر بھی کافی نہین۔ خلاصہ یہ کہ تحقیق حق مقصود ہے مناظرہ مقصود نہین نہ آج کل اس سے کوئی نفع لہذا تمام تر تحریرات مین اسکات منکرین سے قطع نظر کر لیجئے اپنے شبہات کو البتہ رفع کر لیجیے۔ دوسرون سے اگر گفتگو ہو تو اگر وہ منصف ہون تو ان کو علما کا حوالہ دیجیے خود وہ اپنے شبہات رفع کر لین آپ کیون فکر فرماتے ہین اور اگر وہ معاند ہون جانے دیجیے ان کے ساکت کر دینے کا کوئی شرعاً مکلف نہین پھر تعب برداشت کرنا ایک فضول امر کے لیے کس کو ضرورت پڑی ہے۔ مشورہ کتمان بشارت مشکوۃ کی کتاب الایمان مین موجود ہے الّو اسے عذر نا کا قصہ مسلم و ابو داؤد و ترمذی مین موجود ہے کذا فی التیسیر فی کتاب الحدود اور مسلم مین ایک اور قصہ مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک شخص کی گردن مارنے کا حکم فرمایا چونکہ وہ شخص کسی ام ولد کے ساتھ متہم کیا گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو مجبوب پا کر چھوڑ دیا اور تہذیب نے تحسین فرمائی معاملہ خلیفہ سلطان جی کا غالباً انوار العارفین مین مذکور ہے۔ دیگر روایات کی تلاش کی چونکہ ضرورت نہین اس لیے اس کا قصد نہین کیا گیا۔ جبکہ ایک دلیل بھی کافی ہو۔ اگرچہ امر قابل اطلاع تسلیم بھی کر لیا جاوے تب بھی مضر نہین کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت رح کی خدمت

تحقیق اصلاح رسوم شادی

صندوق پلنگ پیڑھا چوکی برتن ڈولہ یہ سب سامان بھی ہوگا۔ اب مجھکو مفصل معلوم ہونا چاہیئے کہ ان مین سے کیا ہو کیا نہ ہو (۲) برات نہین ہوگی دو دو تین تین سہیلیان ضرور ہون گی یعنی لڑکا مع چند اہل برادری ضرور آئیگا شاید تینون جگہ سے دس سہیلیان آوین یہ میری کوشش ہے (۳) زیور بقدر حیثیت کے لڑکیون کو دون گا اس مین کوئی قباحت معلوم نہین ہوتی (۴) لڑکیون کی رخصت کے بعد وہ دو روز کے بعد واپس آوین گی یہ وہ چیز ہے جسکا نام چوتھی اور بھوڑہ ہی میرے نزدیک باپ کے گھر سے لڑکی کا ایک دم چلا جانا کسی عرصہ دراز کے لئے مناسب نہین ہے رخصت سے دو روز کے بعد وہ بلائی جاوین گی اُس کے بعد پھر جاوین گی اور مین مع متعلقین بریلی چلا جاؤن گا پس روز کی آمدورفت موقوف یہ میری رائے ہی جس پر مین اس وقت تک قائم ہون لیکن ان مین سے جو بات آپ کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اصلاح فرما دیجئے اُس کے ترک پر آمادہ ہون اصلاح الرسوم سے میری جو کچھ[1] مراد تھی وہ یہ تھی کہ یہ کمین لوگ ہم لوگون کو بیوقوف بنا کر ٹھگتے ہین یہ نہین ہونا چاہیے مین چاہتا ہون کہ آپ تکلیف فرما کر اس عریضہ کے جواب مین ایک دستورالعمل لکھیے کہ یون کرنا چاہیئے یا اگر میری رائے مین کوئی فساد کی بات نہین ہو تو صرف اتنا تحریر فرماوین کہ جو کچھ کرنا چاہتے ہو اس مین کچھ حرج نہین فقط۔

الجواب - السّلام علیکم ورحمۃ اللہ - راحت نامہ آیا انتظار رفع ہوا عزیز من میرے خیالات مین اختلاف عظیم ہے - آن عزیز نے صرف رسوم متعلقہ کمینان مین اصلاح ضروری قرار دی ہے اور میرے نزدیک جو ہیئت مجموعی اس وقت تقریبات کی ہو رہی ہے اُس کے ہر ہر جزو کی قریب قریب اصلاح ضروری ہی بلکہ رسوم کمینان سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ کمینون کو جو کچھ پہونچتا ہی وہ اُن کا حق الخدمت یا اپنے خادم کو انعام یا ایک متوقع کی اُمید برآری قرار دی جا سکتی ہی اور اُس مین اپنا دینا کا ایک مطلب بھی ہے کہ آئندہ اچھی طرح اپنا کام کرین گے گو اُس مین بھی تین امر نہایت قبیح ہین ایک تو اپنا حق لازم سمجھ کر ایک گونہ مجبور کر کے لینا اور کمی مین آقا کو شرمندہ و ذلیل و بدنام کرنا دوسرے دینے والون کی نیت مین تفاخر و نمائش ہونا جو نص قطعی حرام ہے تیسرے اُس کے دینے کی ایک خاص صورت اور وضع مقرر کر لینا اُس کے خلاف کو نہایت مذموم و قبیح سمجھتے ہین ورنہ بلا پابندی

[1] اصلاح الرسوم مستفتی کی درخواست سے تحریر فرمائی ہے ۱۲

ذکر کرے در باب احکام کے اُن کا حجت نہ ہونا بیان کرے یہ ہرگز بے ادبی نہیں بلکہ عین ادائے ماموربہ ہے اور یہ امر دریافت طلب کہ وہ کون سے واقعات تھے اس کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے اور وہان یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ ایسے مفاسد دقیقہ عوام کا خواص سے مخفی رہنا شب و روز مشاہدہ مین آرہا ہے اور ایک شہادت تحریری یا تقریری بھی اس کے خلاف پر قائم نہین البتہ اُسکی موافقت مین بے شمار شہادتین ہین۔ شبہ سوم کا جواب بھی مضامین مذکورہ بالا مین نظر کرنے سے صاف ظاہر ہے یعنی اوپر ظاہر ہو چکا ہے کہ مفسدہ دو ہین تغییر مشروع اور ایہام جاہل سو ایک عالم کے عقائد مین ایسا فساد کہ تغییر مشروع کی نوبت آوے اگر مستبعد بھی ہو مگر ایہام جاہل یعنی اُن کے عمل سے عوام مبتلاے فساد ہو جاوین ہرگز مستبعد نہین اور چونکہ حضرت کی خدمت مین حاضر رہنے تک نہ اُن صاحبون کو اِن اعمال کے مستقل اہتمام کا موقع ملا نہ وہان کی حاضری مین مقتدا ہونے کا خاص موقع ملا البتہ ہندوستان مین پہونچکر شان پیشوائی ظاہر ہوئی ان اعمال کا اہتمام بھی کیا معتقدین کا ہجوم بھی ہوا ایہام کی نوبت بھی آئی تو اس ایہام کا زمانہ حاضری مین مشاہدہ کب ہو سکتا تھا پھر مخفی رہنے مین کوئی استبعاد نہین اب شبہ تمثیل منافقان و عطاے خلافت بلا تحقیق سب زائل ہو گیا اور یہ سوال کہ نور باطن سے حضرت کو کیون نہ معلوم ہو گیا یا کیون نہ معلوم کر لیا اسکا حاصل یہ ہوا کہ آپ کو کشف کیون نہ ہوا یا آپ نے قوت کشفیہ کو کیون نہ استعمال کیا سو جو لوگ اس فن سے واقف ہین اُن کے نزدیک اسکا جواب بدیہی ہے کہ کشف امر اختیاری نہین نہ امر دائمی ہے اس لیے یہ سوال ضعیف ہے اس پر جو تفریعات کی ہین وہ بھی سب اسی طرح مرفوع ہین۔ اب آخر مین یہ عرض ہے کہ اگر کوئی نیا شبہ ہو تو تحریر آطے فرمانے کا مضائقہ نہین اور اگر مثل خط دوم کے پہلے ہی شبہات کا اعادہ اور اُن کے جوابون کی توضیح کا لکھنا مدنظر ہو تو اس تطویل سے بہتر ہو گا اگر خود تشریف لا کر فیصلہ فرمالین کیونکہ تحریر مین بہت سے امور مفصل و مشرح ہو جانے سے رہ جاتے ہین اور غیر ضروری امر مین وقت صرف کرنا دریغ و شاق معلوم ہوتا ہے۔ فقط والسّلام۔

سوال۔ بعد اداے صد نیاز گزارش ہے کہ مین اپنا خیال ظاہر کرتا ہون اس مین اگر کوئی امر بیجا ہو مجھکو مطلع فرماوین اُس سے پرہیز کرون گا۔

(۱) مین لڑکیون کو جہیز دینا چاہتا ہون اُس مین ۲۵ پچیس جوڑے ہون گے گوٹہ ٹھپہ بھی ہو گا بنرزی اطلس بھی ہو گا مگر جوڑے کھول کر برادری کو نہین دکھلاے جائین گے بعد مین دیدیے جاوین گے

مشکل سے نکل سکتا ہے ورنہ اکثر ضرور اُن خرابیون سے ضرر اُٹھارہے ہین جب یہ حالت ہو تو
یہ قاعدہ سننے کے قابل ہے کہ کسی شخص کے فعل مباح سے جو بلا ضرورت سے اُدھر ہو دوسرے
شخص کو ضرر پہونچنے کا غالب گمان یا یقین ہو تو وہ فعل اس کے حق مین بھی مباح نہین رہتا
تو اس قاعدے سے یہ اعمال وافعال اس محفوظ شخص کے حق مین بھی بوجہ اس کے کہ دوسرے
تقلید کرکے خراب ہون گے ناجائز ہوجاوین گے اس شرعی قاعدے کا حاصل وہ ہے
جسکو عقلی قانون مین قومی ہمدردی کہتے ہین یعنی ہمدردی کا مقتضا یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو
دوسرون کو نفع پونہچاوے اگر یہ بھی نہ ہو تو دوسرون کو نقصان تو نہ پہونچاوین کیا کوئی
باپ جس کے بچے کو حلوا نقصان کرتا ہو اُس کے سامنے بیٹھ کر حلوا کھانا محض مزے کے لیے
پسند کرے گا کیا اسکو خیال نہ ہوگا کہ میری حرص سے شاید بچہ بھی کھائے اور بیماری بڑھ
جاوے کیا ہر مسلمان کی ہمدردی اسی طرح ضروری نہین اس سے عقلاً ونقلاً سمجھ مین آگیا ہوگا
کہ کسی کے لیے بھی اِن رسوم کی اجازت نہین اس کے بعد آن عزیز نے دستور العمل دریافت
کیا ہے سو آنعزیز کو فرمایش کرتے ہوئے خود اس وجہ سے حجاب دامنگیر ہوتا ہے کہ خدا تعالے
نے آن عزیز کو فہم سلیم وعقل کافی عطا فرمائی ہے پھر وجاہت بھی دی ہے مین فرمایش کرتا ہوا کیا اچھا
معلوم ہون گا مگر اتنا کہہ سکتا ہون کہ اگر ایسا اتفاق مجھکو پڑا ہوتا تو اس وقت خیال یہ ہے کہ مین
یون کرتا کہ اس کام کے لیے وطن آنے کی ضرورت نہ سمجھتا اور وطن نہ آتا اور مصارف سفر مین
اتنا روپیہ ضائع نہ کرتا لڑکے والون کو لکھ دیتا کہ لڑکا اور ایک اُسکا کوئی مخدوم سرپرست اور دو
اُس کے خادم کل چار چار آدمی یہان آجاوین اور اُسی مکان مین یا کوئی اور اچھا وسیع مکان
ایک یا مختصر دو تین مکان ہر ایک کے لیے جدا جدا اور یہی بہتر تھا کرایہ پر لیکر اُنکا قیام کرتا اور لڑکیو
کو اپنے گھر کا جوڑہ پہناتا اور لڑکون کو مجبور کرتا کہ اپنا جوڑہ پہنکر آؤ اور مجلس نکاح مین کسی کو اہتمام
کرکے نہ بلاتا محلہ کی مسجد مین نماز پڑھنے کے لیے سب کو لیجاتا اور نماز کے بعد کہدیا جاتا کہ سب
صاحب ذرا ٹھیر جاوین وہی مجمع اعلان وشہادت کے لیے کافی ہوتا اور خود یا کسی عالم کی وساطت
سے نکاح پڑھ دیتا اور روپے دو روپے کے خرما تقسیم کردیتا اس مین مسجد مین نکاح پڑھنے
کی بھی تعمیل ہوجاتی وہان سے مکان پر آکر اُسی وقت یا جس وقت موقع ہوتا لڑکیون کو بلا جہیز

کسی خاص طریق سے جس طرح موقع ہوتا اُن کو دیدیا جایا کرتا ان قیود کی کیا ضرورت تھی غرض اس مین
یہ تین امر سخت درجہ قبیح ہین بخلاف اور تمام رسوم کے کہ بجز اتلاف مال وارتکاب معاصی (مثل ریا و
تفاخر و اسراف اور دوسرون کے لیے موجب تکلیف ہوجانا اور مقتدا ے معاصی بن جانا)
کوئی دنیا کا بھی معتد بہ نفع اُن مین نہین اس لیے میرے نزدیک اُن کی قباحت بہ نسبت رسوم
کمیشان کے بڑھی ہوئی ہے میرے تمام خیالات کا خلاصہ مختصر الفاظ مین یہ ہے کہ ہیئت متعارفہ
کے قریب قریب جمیع اجزا بدلنے کی ضرورت ہی گو اکثر اجزا اگر فرادی فرادی ظاہر نظر سے دیکھے
جاوین مباح نکلین گے مگر یہ قاعدہ شرعی بھی ہی اور عقلی بھی ہی کہ جو مباح ذریعہ معصیت و معین جرم بن جاوے
وہ بھی معصیت اور جرم ہوجاتا ہے ان تقریبات کے بدولت کیا مسلمان مقروض نہین ہوجاتے
کیا مہاجنون کو سود نہین دیتے کیا اُن کی جائداد و مکان نیلام نہین ہوجاتے کیا اہل تقریب کی
نیت مین اظہار و تفاخر و نمایش نہین ہوتا اگر عام مجمع مین اظہار نہ ہو تو کیا خاص مجمع کے خیال سے (کہ
گھر پہونچ کر سب زیور و اسباب دیکھا جاوے گا اُسکی قیمت کا اندازہ کیا جاویگا) سامان نہین کیا جاتا
پھر کچھ ان رسوم مین تسلسل و ترتب اس قسم کا ہے کہ ایک کو کرکے پھر سب ہی آہستہ آہستہ کرنا پڑتا
ہی کیا ان قیود و پابندیون کو قیود شرعیہ سے زیادہ ضروری عملاً نہین سمجھا جاتا نماز یا جماعت فوت
ہونے سے کیا کبھی شرمندگی ایسی ہوتی ہے جیسی جہیز مین چوکی یا پلنگ کے نہ دینے سے ہوتی ہے
گو اُسکی ضرورت نہ ہو جہیز مین ضروری سامان کا لحاظ شرعاً و عقلاً مضائقہ نہ تھا مگر بہت یقینی امر
ہی کہ ضروریات کی فہرست ہر جگہ جدا بنے گی لیکن جہیز کی ایک ہی فہرست ہر جگہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ پابندی
رواج اس کی علت ہی ضرورت پر اس کی بنا نہین تو اس درجہ کی پابندی نہ عقلاً جائز نہ شرعاً
درست پس جب ان مین اس قدر مفاسد ہین تو عقل یا نقل اسکی کب اجازت دے سکتی ہی
اگر یہ کہا جاوے کہ کسی کو اگر گنجایش ہو تو دنیوی مذکورہ مضرتون سے بھی محفوظ رہے اور درستی
نیت اختیاری امر ہے ہم ان امور کو ضروری سمجھتے ہین نہ تفاخر و نمایش کا ہمکو خیال ہی پس ایسے
شخص کے لیے تو سب امور جائز ہونے چاہئین سو اول تو ذرا اس کا تسلیم کرنا مشکل ہی تجربہ اسکو
تسلیم نہ کرنے دیگا کیسا ہی گنجایش والا ہو کچھ نہ کچھ گرانی اُس پر ضرور ہو گی اور نیت مین بھی فساد ضرور
ہوتا ہی لیکن اگر اس مین منازعت و مزاحمت نہ بھی کی جاوے تو سو مین ایک دو شخص ایسا

مین بھی نا موش ہورہا چنانچہ ایک معمولی دایہ اس کام پر تعینات کی گئی جب دردزہ شروع ہوا اس کے اڑھائی یا تین گھنٹے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا دوسرے کے آثار معلوم ہوئے اور دوبارہ شدت درد کی ہوئی اس ناواقف نے پیٹ کو دبا کر بچہ جننا چاہا کہین بے جگہ ہاتھ پڑ گیا بچہ سسکتا پیدا ہوا اس نے اسے اٹھا کر ڈال دیا وہ مرگیا اور ہمکو کسی کو خبر نہ کی اس کے پانچ منٹ کے بعد خبر کی مین نے اپنے پاس باہر ڈاکٹر کو بٹھلا رکھا تھا اس نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ فوراً مجھ کو کیون نہ خبر کی اب فوراً اسکو یہان لاؤ چنانچہ لایا گیا اور اس نے اس پر عمل کیا تو اس مین حرکت پیدا ہوئی لیکن سانس نہ آیا یعنی زندہ نہ ہوا ڈاکٹر نے کہا اگر میم دایہ یا واقف کار اس فن کی ہوتی تو بچہ کو فوراً گرمی دیجاتی وہ ہرگز نہ مرتا مجھ کو اپنی نادانی پر کیون مین نے عورتون کا کہنا مان لیا سخت ندامت ہوئی اور یہ ندامت مجھکو تمام عمر رہے گی کہ میری غفلت سے ایک جان تلف ہوگئی اب مجھ سے سب کہتے ہین کہ مرضی خداوندی ہی تھی لیکن مین ایسا نہین کہتا بچہ نہایت تندرست لحیم موٹا تازہ نو مہینے تک اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے رحم مادر مین پرورش فرمایا تو کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی کہ انکی مرضی یہ تھی کہ وہ زندہ نہ رہے آپ کے مسئلہ علم الٰہی کو مین تسلیم کرتا ہون کہ عورتون کا اصرار میری غفلت اور اس سبب سے بچہ کا ضائع ہونا ضرور علم الٰہی مین تھا اور یہ غلط نہین ہوسکتا تھا پس مین اس بچہ کا ضائع ہونا محض اپنی غفلت پر محمول کرتا ہون اور یہ میرا عقیدہ اُسکے متعلق ہے اگر اس مین غلطی ہو تو براے خدا اس کی اصلاح فرما دیجیے دوسرا بچہ بفضلہ اسوقت تک تندرست ہے۔ گھر مین سواے معمولی تکلیف کے کچھ شکایت خاص نہین ہے۔ فقط۔

الجواب از اشرف علی عفی عنہ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ مین ابتک تھانہ بھون نہین جا سکا نہ سفر ابھی ختم ہوا اسی وجہ سے آنعزیز کا خط مجھ کو دیر مین ملا جس سے خوشی اور رنج دونون قلب مین مجتمع ہوگئے اللہ تعالے زندہ بچے کی عمر کرین اور اُسکو صاحب نصیب و علم فرماوین اس مین کوئی شبہ نہین کہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے ماہر فن سے اگر غلطی بھی ہوجاوے تو تاسف کم ہوتا ہے بخلاف غیر ماہر کے کہ حسرت زیادہ ہوتی ہے۔ جس خیال کو آنعزیز نے حل کرنا چاہا ہے اس کے متعلق اختصار کے ساتھ لکھتا ہون تین چیزین الگ الگ ہین علم

اُس مکان کرایہ مین رخصت کردیتا اور ایک معتبر خادمہ کو اُن کے ہمراہ بھیجتا۔ پھر اگلے روز اُس مکان کرایہ سے اپنے مکان سکونت پر بلاتا اور ایک روز دو روز رکھکر پھر اُسکو مکان کرایہ مین بھیجدیا جاتا جب دیکھتا کہ لڑکیان مانوس ہو چلی ہین لڑکون سے ہمراہ اُن کی بستی کو روانہ کردیتا۔ جہیز مین پانچ جوڑے پچاس پچاس روپیے کا زیور اور پانسو پانسو روپیہ کی جائداد صحرائی دیتا برتن پلنگ خوان پوش بٹوے گوٹے پچھے لڑکے سے ہمراہی حقیقت شادی وغیرہ کچھ نہ دیتا اور دولہا یا دولہن کے کسی عزیز قریب کو ایک پارچہ نہ دیتا وہان کے کمینون کو پانچ پانچ روپیہ صرف اُن کی توقع پورا کرنے کو اور وطن کے کمینون کو دس دس روپیے دیدیتا اور تمام عمر متفرق طور پر لڑکیون کو دفعتاً فوقتاً جو چیز دینے کو میرا دل چاہتا نہ کہ برادری و کنبہ و اہل عزت کی خواہش کے موافق اُن کو دیتا رہتا اور جائداد اگر اُن بستیون مین ہوتی اُن کو انتظام سپرد کرتا۔ اور اگر اپنے وطن مین ہوتی خود انتظام کرتا اور اُن کا محاصل ششماہی یا سالانہ مع حساب کے دیتا رہتا باقی مین اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا سخن نگویم کہ این کن آن کن مصلحت بین وکار آسان کن میں قسم کھاکر کہتا ہون کہ نہ زور ڈالنا چاہتا ہون نہ دخل دینا پسند کرتا ہون صرف اپنے خیالات کا اظہار کردیا ہے دوسرون کو مجبور و تنگ نہین کرتا البتہ میری منصبی مصلحت اُسکو مقتضی ہے کہ اگر کوئی شخص درجہ مباح تک وسعت کرے تو اُسکو دل مین برا نہ سمجھون گنہگار نہ کہون شرعاً قابل ملامت نہ خیال کرون۔ فقط والسلام

راقم اشرف علی از تھانہ بھون ۷۔ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ

سوال ۔ بعد آداب بعد نیاز گزارش ہے کہ کل بتاریخ ۲۶۔ اپریل وقت بارہ بجے دن کے جو لڑکے توام پیدا ہوئے ان مین سے ایک مرگیا دوسرا زندہ ہے۔ اس موقع پر جو خیال میرے دل مین پیدا ہوگیا ہے اُسکو عقیدۃً آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہون یہ امر مسلم ہے کہ جو عورتین ہمیشہ دائی کا کام کرتی ہین وہ اس علم سے بالکل ناواقف ہین اس لیے مین نے یہ تجویز کیا تھا کہ اس علم کے جاننے والی عورت یعنی میم دایہ اس کام کے لیے بلائی جاوے لیکن گھر مین اُسکو پسند نہین کیا مین نے اُن کے اصرار پر یہ خیال کیا کہ آخر اس سے پہلے بھی آٹھ بچے ہو چکے ہین اور اُن مین سے کسی مین بھی میم نہ تھی تو اب بھی کیا ضرورت ہے کہ اُن کے خلاف کوشش کی جاوے

[illegible]

اُسی کے موافق وہ واقع ہو جاتا ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا کیونکہ یہ اچھا بُرا ہمارے اعتبار سے ہے اور چونکہ اُس مین
بہت سی پوشیدہ مصلحتین اور حکمتین ہوتی ہین جن تک ہماری رسائی نہین ہو سکتی اس اعتبار
سے بالکل بُری کوئی چیز نہین پھر اُن ممکنات مین سے جو امور باعتبار عبد ہین اور پھر اُن مین سے جو امور
حسن ہین اُن کے ساتھ اپنی رضا کو متعلق فرما دیتے ہین۔ پس یہی مقتضے جو واقع ہوا یہ یقینی بات
ہے کہ علم خداوندی اس کے ساتھ متعلق تھا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے یہ امر
واقع ہوا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسی اختیاری بے احتیاطی کو پسند نہین فرماتے پس یہ
کہنا کہ مرضی الٰہی یون ہی تھی اگر مرضی بمعنے ارادہ ہے جیسا کہ کم علمون کا محاورہ ہے تو گو یہ لفظ بے موقع ہے
مگر مراد صحیح ہے کیونکہ بدون ارادہ خداوندی کوئی چیز عالم مین واقع نہین ہو سکتی ورنہ اُس کے معنے یہ
ٹھیرینگے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جیسا اسکی تفسیر مذکور سے واضح ہو چکا ہے۔
اور اگر مرضی بمعنے رضا و خوشنودی ہے تو سراسر غلط اور باطل ہے۔ اُمید ہے کہ آن عزیز اس
تقریر کو ذرا غور سے پڑھینگے اور بہتر ہو کہ دو تین بار پڑھین تو شبہ حل ہو جاویگا اور اپنے خیال
اور تسلی دینے والون کے خیال کا اختلاف بخوبی فیصل ہو جاوے گا۔ مین نے بفضلہ تعالےٰ اس
نازک مسئلہ کو بہت سہولیت سے تحریر کر دیا ہے وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ فقط

سوال[1] اب کچھ اپنی تباہی کا حال بیان کرتا ہون امیدوار ہون کہ سمع خراشی کی بابت معاف
فرمایا جاؤن جس کا یقین کامل ہے۔ حضرت اب تو نہایت ابتر حالت ہے وظیفہ وغیرہ سب ترک ہے
اگرچہ جب تسبیح لیکر بیٹھتا ہون جی گھبراتا ہے قید شمار تسبیح سے جی اُلجھتا ہے تب خاموش بیٹھ جاتا ہون
اُس مین البتہ کبھی کچھ عرصہ تک نیند کہون یا کیا کہون خبر نہین رہتی کہ کہان ہون اور کیا ہون ہان
اتنا ضرور ہے کہ شغل اشغال قطعاً بند ہین کیونکہ دل اُلجھتا ہے لیکن اس کا نہ ہونا ہر دم سوہان روح
ہے اور ایک بات یہ بھی کہتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے کیونکہ خدا جانے مین کچھ سمجھتا ہون
اور ہو کچھ اور وہ یہ ہے کہ زیادہ اوقات مین اور کبھی کبھی ہر کام مین اور کبھی کبھی نہین بھی دھیان اللہ
کا دل مین رہتا ہے اگر کچھ تسکین اس وقت ہے تو اس سے ہے کہ اگرچہ زبانی یا بالقصد تسبیح کے
ذکر نہین کرتا ہون خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ کبھی دھیان تو اپنے اللہ کا آجاتا ہے پیشتر جو سوز و گداز

---

[1] سائل نے اس سے پہلے بھی اپنا کچھ حال لکھا ہوگا جو اس سوال مین کسی وجہ سے درج نہین ہوا ہے ۱۲ م

ارادہ۔ مرضی۔ علم الٰہی کا تعلق سب سے وسیع تر ہے یعنی موجودات و معدومات سب احاطۂ علمی کے اندر داخل ہین خواہ حسن ہو یا قبیح اور اس سے ذات پاک مین کوئی الزام نہین آسکتا اور سب سے کم وسعت مرضی یعنی رضا اور خوشنودی کو ہی کہ صرف امور حسنہ سے متعلق ہی شر اور قبیح سے اس کا کوئی تعلق نہین جسکا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ امور حسنہ سے راضی اور خوش ہین اور امور قبیحہ سے راضی نہین بلکہ ناخوش ہین کیونکہ اگر ایسا نہو تو ذات پاک مین نعوذ باللہ دھبہ لگتا ہے کہ معاذ اللہ بُری باتون کو پسند فرماتے ہین اور تعلق رضا کا صرف اُن امور حسنہ سے ہی جو باختیار عبد ہون جیسے نماز و روزہ و طاعات و اخلاق حمیدہ و عقائد صحیحہ ان کو امور شرعیہ بھی کہتے ہین اور انبیاء علیہم السلام اسی مسئلہ کی تعلیم کے لیے تشریف لائے کہ اللہ تعالےٰ کن امور سے خوش ہین اور کن امور سے ناخوش اب رہگیا ارادہ جس کی حقیقت یہ ہے ترجیح احد المقدورین یعنی دو چیزین جو قدرت کے اعتبار سے یکسان تھین اُن مین سے ایک کو پیدا اور واقع کردینا سو یہ باعتبار وسعت و عدم وسعت کے بین بین ہی یعنی اس مین نہ علم کی سی وسعت اور نہ رضا کی سی تنگی بلکہ وسعت مین علم سے کم ہی اور رضا سے زیادہ یعنی علم عام تھا موجودات و معدومات کو اور یہ خاص ہے موجودات کے ساتھ اور موجودات مین بھی وہ امر جو ممکن ہو کیونکہ جو ممکن نہ ہوگا اُس کے ساتھ قدرت کا تعلق نہ ہوگا اور جو ممکن ہو مگر موجود نہ ہو تو اُس کے ساتھ ترجیح کا تعلق نہ ہوگا اور ارادہ کی ماہیت تھی ترجیح احد المقدورین اس لیے اس مین امکان اور وجود دونون کی ضرورت ہوئی تو یہ علم سے تو تنگ ہوا اور رضا سے اس کی وسعت اس لیے زیادہ ہی کہ رضا صرف امور حسنہ اختیاریہ عبد کے ساتھ متعلق تھی اور ارادہ امور اختیاریہ عبد و غیر اختیاریہ و امور حسنہ و امور قبیحہ سب کو شامل ہی کیونکہ اوپر جو ماہیت اسکی بیان کی گئی ہی اُسکا حاصل صرف اسقدر ہی کہ ارادہ کیا چیز ہے دو چیزین جو خدا کی قدرت مین برابر تھین مثلاً زید کا زندہ رکھنا زید کا مارنا ان مین سے ایک کو اپنی قدرت سے واقع کردیا یعنی یا حیات زید کو پیدا کردیا یا موت زید کو پیدا کردیا سو چونکہ عقلاً و نقلاً ثابت ہی کہ خالق ہر شے کا اللہ تعالےٰ ہی اس لیے یہ ماننا پڑیگا کہ تمام امور ان کے ارادہ سے پیدا ہوتے ہین جیسا تفسیر مذکور ارادہ کی اس پر دلالت کر رہی ہی۔ پس خلاصہ یہ ٹھیرا کہ علم تو اللہ تعالےٰ کو سب چیزون کا ہی خواہ موجود ہون یا معدوم پھر جن چیزون کے ایجاد و اعدام پر برابر قدرت ہی اُن مین سے ایک کو خواہ ایجاد کو یا اعدام کو اپنے ارادہ سے ترجیح دیدیتے ہین

سمجھنا بھی عبادت ہے غرض مقصود ہر حال میں حاصل ہے ہاں مذموم حالت دو ہیں ایک معصیت دوسری غفلت سو یہ بفضلہ تعالیٰ نہیں ہے۔ رہا غلبہ اور شوق یہ حالات عارضیہ میں سے ہے اس کا فقدان سالک کو مضر نہیں اور نہ یہ کیفیت بعینہ قائم و دائم رہ سکتی ہے جن حجابات کا آپ کو شبہ ہو گیا ہے وہ محض وہم ہے اور کچھ نہیں ہے آپ بلا دلیل محض تقلید سے میری تحریر پر مطمئن رہیے اور اپنے کام میں سہولت اور راحت سے لگے رہیے پریشانی سے البتہ قلب ضعیف ہو جاتا ہے جس میں مضر ہونے کا احتمال ہے غرض نہ آپ مریض ہیں نہ علاج کے محتاج البتہ فن کے نہ جاننے سے صحت کی خبر نہیں سو یہ بھی کوئی ضرر کی بات نہیں۔ اس کے بعد جو تحریر فرمایا ہے وہ تصرف قوت متخیلہ کا ہے اکثر حس مشترک میں الوان و انوار مرئی کے رہ جاتے ہیں جو آنکھ بند کرنے سے بھی نظر آتے ہیں یہ نہ محمود ہے نہ مذموم تردد نہ فرماویں۔ فقط۔

الراقم اشرف علی عفی عنہ

سوال الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی خیر البریہ وآلہ واصحابہ وسلم اما بعد فانی احقر عباد اللہ تعالیٰ امین الحق البکر سوری الجہانگیر نگری البنگالی مولدا و... الحنفی مذہبا اقول و اعرض عندکم انہ قد خطر خطرۃ ببالی ... علم فی تحقیقہا ولیس عندی کتاب اتحقق فیہ ذلک فرجعت الیکم للجواب وہو ان الجنۃ ابدیۃ واثمارہا ایضا کذلک فکیف اکلہا آدم علیہ السلام فی الجنۃ وما صارا ابدیا وکیف نزلت من جنۃ الجنۃ وصارت غیر ابدیۃ وما معنی الاکل والرزق فی قولہ تعالیٰ اکلہا دائم فان کان معناہ ... ان یکون منقطعا اولا والا ... یستلزم ... الابدی ... خلاف ما قالوا من ان الجنۃ ابدیۃ اگر این خدشہ ... قواعد اہل السنۃ والجماعۃ بالتفصیل ارقام نمودہ دلم را جمع نمایند ... جزاکم اللہ ... کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

الجواب قال اللہ تعالیٰ اکلہا دائم وظلہا وقال تعالیٰ کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا دلت الآیۃ الاولی علی دوامہا وبقائہا ودلت الثانیۃ علی تصرمہا وفنائہا فوجہ الجمع ان المراد بکونہا دائمۃ ابدیتہا بالنوع لا بالشخص کما یشیر الیہ قولہ تعالیٰ واتوا بہ متشابہا فہذا ہو الذی یقتضیہ الآیات وتوافقت

اور غلبہ رہتا تھا اُسکا پتہ بھی نہیں ہے اب فرمائیے۔ یہ کیا حالت واقع ہوئی اور کیا علاج کیا جاوے
کل تحفہ رسالہ تعلیم الدین چھپہ رہا تھا کہ ایک موقع جہان پر حضور نے تفرشات سالک تحریر کی ہیں
نظر سے گذرا عجب اپنی حالت کو اعراض۔ حجاب۔ تفاضل۔ سلب مزید۔ سلب قدیم تسلی مین مبتلا پایا لیکن
الحمد للہ کہ عداوت نہیں پائی جاتی اب فرمائیے کیا ہوا اور کیا کرون آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سالک اگر
عبادت مین کوتاہی کرتا ہے تو راجع ہوجاتا ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ مین کس ذیل مین ہون للہ جلد
جواب دیجئے گا اور علاج فرمائیے گا کیونکہ تحریر مذکور الصدر کو دیکھکر میرا دل بیقرار ہوگیا ہے اور بدحواسی
سی پیدا ہوجاتی ہے جس کا کیا بیان کرون دل ہی جانتا ہے اگر خدانخواستہ کوئی بات خلاف ظہور مین آوے
تو اللہ کو علم ہے کہ میری کیا حالت ہوگی لہٰذا صاف صاف جواب تحریر فرمائیگا ہرچہ بادا باد اللہ آپ کو
جزاے خیر عطا فرماوین اور حضور کو مع متعلقین خوش وخرم رکھیں آمین ثم آمین پیشتر اس قدر تسبیح
پڑھتا تھا کہ تیس تیس ہزار تسبیح علاوہ نماز وظائف کے روزمرہ ہوجاتی تھیں اور ایک ذوق ہوتا تھا اب
قسمت میری یہ حالت واقع ہوئی بہرحال اللہ کا شکر ہے پیشتر جوش وخروش ابتدا مین تھا اب ایک
معمولی حالت ہوگئی ہے کوئی نئی بات نہیں معلوم ہوتی بلکہ پیشتر سے اپنے مین بدرجہا کمی معلوم
ہوتی ہے۔ میرے خیال مین پیشتر سے بعوض ترقی کے کمی معلوم ہوتی ہے اب آپ تحریر فرمائیے کہ
کیا ہے خدانخواستہ جو عبارت تعلیم الدین مین تحریر ہے جسکا حوالہ دیا گیا ہے وہ کیفیت تو نہیں ہے
مختصر یہ عرض ہے کہ اب ذکر وغیرہ کچھ نہیں بن پڑتا ہے۔ البتہ میرے خیال مین یہ معلوم ہوتا ہے
[illegible] ہے کیونکہ دل مین اللہ کی یاد کبھی کبھی ضرور رہتی ہے یہ کمی اشغال ومعمولات کہ معلوم
[illegible] کرم مطلع فرمایا جاؤن بعض دفعہ اپنی تصویر مجسم اپنے روبرو بیٹھے ہوئے نظر آتی ہے
[illegible] رہتی ہے کبھی کبھی آنکھ بند کرلینے سے جو چیز روشن ہو یا مثل رنگ آسمان کے ہوا آنکھون
پر [illegible] رکھ لینے سے بھی نظر آتی ہے مثلاً ایک تجربہ یہ کہ ایک روز اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا سامنے
[illegible] ایک چھجہ تھا اوس پر کچھ لکھا ہوا سطلع اندر مکان سے نظر پڑتا تھا آنکھ بند کرکے جو دیکھا
تو وہی نقشہ نظر آیا پھر آنکھون پر ہاتھ رکھکر دیکھا بجنسہ نظر آیا فقط

جواب ب مشفق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا حال اچھا خاصا ہے عبادات سے کے مختلف
[illegible] عبادت ہے ذکر بلاقید عدد بھی عبادت ہے اپنے کو ذلیل وخوار قاصر وناقص

اذکار کہ بطور اشغال می باشند مناسب حال او شان نیست ہان اگر نزدیک معلم باشند لاباس بہ است اگر زیادہ اصرار ورغبت یابند اسم ذات اللہ اللہ شش ہزار بار بخلوت نشستہ خواندن امر فرمایند و ہر تغیرے کہ درحالت پیش آید بزودے ہرچہ تمامتر اطلاع دادہ باشند او شان را از من سلام و دعا رسانند۔ انا الحق اگر بلا تاویل و بلا غلبۂ حال گفتہ شود بے شک موجب کفر ست شکے نیست واگر بتاویل گویند لہ انا الثابت الموجود لا الموہوم کما یقول بہ السوفسطائیۃ یا انا مظہر للحق کما یکون المصنوع مظہر للصانع کفر نباشد مگر چونکہ موہم کفرست لہذا معصیت و بدعت سیۂ خواہد بود و توبہ و کف ازین کلمات واجب خواہد بود واگر در غلبۂ حال کہ عادم اختیار و قصد باشد گویند عاصی خواہد بود و نہ کافر و انّیٰ مثل ہذا ظاہر از حال جہال این زمان کہ خرقۂ تصوف در بر کشیدہ اند ہمین ست کہ ازین کلمات متاع ایمان برباد می دہند ہداہم اللہ تعالیٰ وہرچہ در شرع ناروا است نزد صوفیہ ہم خطاست صوفیۂ کرام از جادۂ شرع بیرون نمی روند و ہر کہ بیرون افتاد تصوف از دست داد ہمہ آنچہ گفتہ شد ظاہر و باہر ست کالشمس فی نصف النہار واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی تھانوی عفی عنہ۔

سوال مذہب متقدمین عبادات پر اجرت لینا دینا حرام ہے۔ ان حضرات کی دلیل کیا ہے متاخرین نے کن کن عبادات پر اجرت جائز فرمائی ہے اور مصلحت مجوزہ کیا تھی اور وہ مصلحت مجوزہ شاملہ ہے یا غیر شاملہ اگر شاملہ ہے تو اختصاص بعض دون البعض کیون اور اگر غیر شاملہ ہے تو وہ کون سی ہے یہان زیادہ قبور و صلوۃ جنازہ و تہلیل خوانی و قرآن خوانی بر قبور و فاتحہ و ذبح و فتوی نویسی فرائض نویسی و دستخط بر فتوی فرائض و شہادت و عقد و غیرہا عبادات پر اجرت لیتے ہین اور اجرت لینا دینا مشہور ہے اس طرح پر کہ اگر کسی جانب سے اجرت کا ذکر بھی نہو تاہم اجرت دیتے ہین اگر نہ دین تو خفا ہوتے ہین کیسا ہے۔

الجواب اصل مذہب یہ ہے کہ کسی طاعت مقصودہ پر اجرت لینا جائز نہین مگر جن طاعتون مین دوام و پابندی کی ضرورت ہے اور وہ شعار دین مین سے ہے کہ ان کے بند ہونے سے اخلال دین لازم آویگا اور ویسے کسی کو مہلت نہین ایسے امور کو اس کلیہ سے مستثنے کر دیا ہے اور ظاہر ہے کہ زیارت قبور و تہلیل خوانی و قرآن خوانی بر قبور و فاتحہ کے متروک ہونے سے نظم دین مین کوئی خلل لازم نہین آتا اس لئے یہ اس کلیہ سے مستثنے نہین ہو سکتا علے ہذا القیاس گواہی نہ دینے

الروایات وزاحت الشبہات و زالت الاشکالات * وہذا ظاہر جدا لمن مارس الفنون الشرعیۃ و دارس العلوم السمعیۃ واللہ تعالے اعلم *

محمد اشرف علی

مسئلہ (۴۰) متعلق فضیلت لیلۃ القدر

سوال- تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گذرا کہ ایک اہل تشیع نے مجھ سے دو سوال پیش کئے تھے ایک تو یہ کہ انسان کو اشرف المخلوق کیون کہتے ہین- دوم یہ کہ قرآن جمیع اولاد آدم کی ہدایۃ کے لئے اترا ہے اور اولاد آدم اکناف عالم مین ایسے مختلف جزائر مین بھی آباد ہے کہ اُس جگہ اس وقت دن ہے اور دوسرے مقام پر رات تو سورۃ لیلۃ القدر مین جو فضیلت شب کی منصوص ہے اُسکا مصداق وہ مقام نہ ہون گے جہان اُس وقت دن ہوگا ایسا اختلاف نزول ملائکہ مین کیون واقع ہوگا حالانکہ کلام الٰہی جملہ بنی نوع انسان کے لیے کل حالات پر منطبق ہونا چاہیے وہ شخص جواب عقلی مانگتا ہے نہ نقلی پہلے جواب مین تو مین نے اُسکی تسکین کردی مگر اس دوسرے سوال کے جواب کی ضرورت ہے- فقط

الجواب- سوال دوم کا جواب بہت ظاہر ہے جس زمانہ و وقت کے ساتھ جو حکم یا فضیلت متعلق ہے ہر جگہ جب وہ وقت و زمانہ آویگا اُسی وقت وہ حکم یا فضیلت بھی واقع ہوگی پس جس طرح نماز دن کا حکم ہر جگہ طلوع و غروب کے ساتھ ہے اسی طرح یہان کے حساب سے جو لیلۃ القدر ہوگی اُسوقت وہ برکات خاصہ یہان نازل ہون گے اور جس وقت دوسری جگہ کے حساب سے وہان لیلۃ القدر ہوگی ویسے ہی برکات اور رحمت وہان اُس وقت متوجہ ہون گے وہذا ظاہر جدا فقط

اشرف علی عفی عنہ

مسئلہ (۴۱) معنی انا الحق وغیرہ

سوال- حضرت اقدس مولانا صاحب- بعد سلام مسنون آنکہ نامہ نامی رسید قبول بیعت منکوحہ بندہ معلوم گردید خرسندگی لانہایت حاصل گردید و وظیفہ قومہ حسب فرمان جناب تعلیم یافت و بفضل آن خادمہ جناب اُمیدوار است کہ از ذکر اذکار نیز ارشاد فرمایند زیادہ از طرف او سلام و امید دعا است ثانیاً اینکہ درینجا چند مردمان لفظ انا الحق می گویند بعض مولویان این دیار او شان کافر گویند لہذا امیدوارم کہ معنے انا الحق چیست و نزد صوفیہ کرام جائز است یا نہ تحریر فرمایند

راقم عبدالرحمن ارکانی ڈاکخانہ منگڈو ملک برہما-

الجواب- عزیزمن- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ- زنان را اوراد و وظائف بس ست

بطور انعام کے دینا جائز ہی یا نہین ہندو ہون یا مسلمان غنی ہون یا فقیر۔ فقط

الجواب ۲۵. فقہار نے تصریح فرمائی ہو کہ جب تک کھال فروخت نہو ہر شخص کو اُسکا دینا اور خود بھی اُس سے منتفع ہونا جائز ہی اور جب فروخت کردی تو اُسکی قیمت کا تصدق کرنا واجب ہی اور تصدق کی ماہیت مین تملیک ماخوذ ہی اور چونکہ یہ صدقہ واجب ہی اس لئے اُس کے مصارف مثل مصارف زکوۃ کے ہین پس مدرسین کی تنخواہ مین اس کا صرف کرنا جائز نہین البتہ غریب مسلمان طالب علم جو زکوۃ کا مصرف ہو سکے اسکو بطور انعام یا امداد خوراک و پوشاک تملیکاً دینا جائز ہی اور ہندو اور غنی اُس کے مصارف نہین۔ فقط۔ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال ۲۶ ناصیہ کے بال لینا یعنی حجامت بنانا اور گردن مونڈانا اور سینہ کے بال کترانا یا مونڈانا علے ہذا ران و ہاتھ کے کیسا ہی۔

الجواب ۲۶. ناصیہ یعنی مقدم راس کے بال لینا باقی چھوڑنا قزع مین داخل ہی اور ممنوع۔ گردن کے بال مونڈانا فقہار نے مکروہ سمجھا ہے سینہ اور ران کا مونڈانا درست ہی۔ فقط واللہ تعالی اعلم کتبہ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال ۲۷ ماقولکم رحمکم اللہ تعالی۔ کہ ایک مرتبہ میری بستی مین وبا زور شور سے پھیلی تھی اُسوقت میری نیت ہوئی کہ اگر خداوند کریم نے اس بلا سے میرا گھر محفوظ رکھا تو اُسکی درگاہ مین ایک شتر نیاز دونگا اس بلا سے اللہ پاک نے بچا لیا اب مین شتر کی تلاش مین ہون لیکن اس طرف شتر عنقا صفت ہی اس لئے مین آپ کو تکلیف دیتا ہون کہ آپ کیا فرماتے ہین۔ فقط۔ المرسل شیخ پیر علی از پورنیہ۔

الجواب ۲۷ اس صورت مین اختیار ہی خواہ سات بکریان ذبح کرکے مساکین کو خیرات کردیجیے یا متوسط درجہ کے اونٹ کی قیمت مساکین کو تقسیم کردیجیے۔ درمختار مین ہی۔ ولو قال للہ علی ان اذبح جزورا و اتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز آہ وفیہ نذر ان یتصدق بعشرۃ دراہم فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدقہ بثمنہ اہ۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ از تھانہ بھون ۱۹ سنہ ھ۔

(خط ہدایت نمط نزد عزیزیکہ شکایت عوام از بے طاقتی کرد)

سے دین مین بے رونقی نہین ہوتی خود کاتب گنہگار ہوگا دستخط مین کوئی مشقت نہین نہ شعار دین سے ہی ذبح وعقد وفرائض نویسی مین البتہ بایں وجہ کہ عبادت مقصودہ مین سے نہین گنجایش معلوم ہوتی ہے۔ منصف طالب کے لئے اتنا کافی ہے مگر علماے مجادلین کے لئے بار شتر سے بھی سکوت وقبول کی امید نہین اس لئے اس پربس کیا گیا۔ فقط واللہ اعلم۔ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال ایک شخص نے بذریعۂ کسی اجنبیہ محرمہ کے رمضان مین جلق کرایا اب وہ شخص زانی کہلائیگا یا نہین اور اس عورت کے اصول و فروع اس کے حق مین کیا ہین اور اس کے روزہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ زنا کی تعریف مین ادخال الذکر قدر الحشفہ داخل ہے کما فی الدر المختار اس لئے یہ زنا حقیقی تو نہین ہے البتہ مقدمات زنا کو حدیث مین زنا فرمایا گیا ہے اس لئے حکماً زنا ہے یعنی گناہ مین مشابہ زنا کے ہے اور چونکہ مس بالشہوۃ سے اس کے اصول و فروع سب حرام ہوجاتے ہین اس لئے یہ حکم ثابت ہوجاوے گا البتہ اگر انزال ہو تو حرمت ثابت نہوگی کما فی الدر المختار واصل ممسوستہ بشہوۃ واصل ماستہ وفروعھن وفیہ ایضاً فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمۃ وبہ یفتی اور روزہ فاسد ہوجاویگا اور صرف قضا لازم آویگی فی الدر المختار او استمنی بکفہ الی قولہ کذا۔ فقط۔ اشرف علی عفی عنہ

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مسبوق امام کے ساتھ قعدۂ اولی مین ملا اور قبل اس کے کہ مسبوق تشہد ختم کرے امام اٹھ گیا تو مسبوق امام کی متابعت کرے یا تشہد ختم کرکے اٹھے۔

الجواب۔ اس صورت مین مسبوق تشہد ختم کرکے اٹھے بدون ختم کرنے تشہد کے نہ اٹھے ہکذا فی الرد المحتار عبارتہ ہذا قولہ لاتیا بعہ الخ ای ولو خاف ان تفوتہ الرکعۃ الثالثۃ مع الامام کما صرح بہ فی الظہیریۃ وشمل باطلاقہ مالو اقتدی بہ فی اثناء التشہد الاول او الاخیر فحین قام امامہ او سلم ومقتضاہ انہ یتم التشہد ثم یقوم۔ فقط واللہ اعلم بالصواب کتبہ اشرف علی تھانوی۔

سوال۔ قربانی کی کھالون کا روپیہ آیا ہو تو تنخواہ مدرسین مین دینا جائز ہے یا نہین اور طلبہ کو

اگر اُس کے نام سے بھی تعیین نہ ہو تو باپ دادا کا بھی نام لینا ضرور ہی۔ حاصل یہ کہ رفع ابہام ہو جاوے فی الدر المختار ولا المنکوحۃ مجہولۃ وفی رد المختار قلت ظاہرہ انہا لو جرت المقدمات علی معینۃ وتمیزت عند الشہود ایضًا یصح العقد وہی واقعۃ الفتوی لان المقصود نفی الجہالۃ وذلک حاصل بتعینہا عند العاقدین والشہود وان لم یصرح باسمہا کما اذا کانت احدہما متزوجۃ ویؤیدہ ما سیاتی من انہا لو کانت غائبۃ وزوجہا وکیلہا فان عرفہا الشہود وعلموا انہ ارادہا کفی ذکر اسمہا والا لابد ذکر الاب والجد ایضًا الی آخر ما قال ما اطال واللہ اعلم۔ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال – زید بعد ایک سلام امام کے شریک ہوا تو باقی نماز کے واسطے کب کھڑا ہو کر شروع کرے اور بعد لفظ سلام کے شرکت جماعت کی جائز ہی یا نہیں۔

الجواب – صورت مسئولہ میں شرکت امام کے ساتھ صحیح نہیں ہوئی پس تحریمہ از سرِ نو کہکر اپنی نماز تنہا پوری کرے تحریمۂ اولی باطل ہو گیا کیونکہ اقتدا موضع انفراد میں مفسد نماز ہی اور یہ موضع انفراد کا تھا کما فی الدر المختار فی واجبات الصلوٰۃ وتنقضی قدوتہ بالاول قبل علیکم علی المشہور عندنا وعلیہ الشافعیۃ واللہ اعلم اشرف علی عفی عنہ۔

سوال – کیا فرماتے ہیں علماے دین کہ جب دولہن اپنے گھر لاوے تو بوقتِ صحبت و خلوت صحیحہ کون کون امر زوج پر سنت ہیں اور کون کون دعا پڑھنا احادیث سے ثابت ہی اور کوئی نماز بھی پڑھنا چاہیے اور کیا کیا برکت ورحمت نازل ہوتی ہی ایسے عامل سنت پر۔

الجواب سنت یہ ہے کہ اول اُس کے موے پیشانی پکڑ کر اللہ تعالےٰ سے برکت کی دعا کرے اور بسم اللہ کہکر یہ دعا پڑھے اللہم انی اسالک خیرہا وخیر ما جبلت علیہ واعوذ بک من شرہا وشر ما جبلت علیہ اور جسوقت ارادہ صحبت کا کرے یہ کہے بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطٰن وجنب الشیطان ما رزقتنا پہلی دعا کی برکت یہ ہی کہ زوجہ ہمیشہ تابع رہیگی دوسری دعا کی یہ برکت ہی کہ اگر اولاد ہو گی صالح ہو گی اور ضرر شیطان سے محفوظ رہیگی کذا فی زاد المعاد۔ اور نماز پڑھنا کسی حدیث میں تو دیکھا نہیں مگر بعض علماء سے سنا ہی کہ اولیٰ ہی کہ اول دو رکعت شکریہ پڑھکر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے کہ تو نے مجھکو حرام سے بچایا اور حلال عنایت فرمایا پھر بعد اُس کے ادعیۂ مذکورہ پڑھے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی تھانوی عفی عنہ۔

عزیزم مخلصم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - آپ کا الطاف نامہ آیا مگر لکھتا ہون کہ جس کام کو آپ نے اختیار کر رکھا ہے یعنی امر بالمعروف دو حال سے خالی نہین یا اُس کا تحمل ہے یا نہین اگر تحمل ہے تو پھر عوام کی شکایات بے معنی جتنا وقت اِس حکایت شکایت مین صرف کیا جاتا ہے اپنے کام مین کیون نہ صرف کیا جاوے اور اگر تحمل نہین تو اُس کو ترک کر دینا چاہیے کہ صرف مستحب کے لئے اس قدر صعوبت برداشت کرنا ضروری نہین ؎

یک کار ازین دو کار می باید کرد　　سر در گل اختیار می باید کرد
یا قطع نظر ز یار مے باید کرد　　یا تن برضاے دوست می باید داد

فقط - کتبہ اشرف علی از تھانہ بھون -

سوال ۲۸ تکبیر اولی کا ثواب کب تک حاصل ہوتا ہے یعنی تکبیر اولے مین شریک نہین ہوا بلکہ فاتحہ یا ختم سورہ قبل رکوع کے شریک ہوا تو ثواب تکبیر اولی کا ملے گا یا نہین -

الجواب - اس مین کئی قول ہین ایک تو مقارنت تکبیر امام کی یعنی دونون ساتھ کہین دوسرے قبل فراغ ثنا امام کے تیسرے اگر مقتدی موجود تھا تو تین آیت پڑھنے سے پہلے اور اگر بعد مین آیا تو سات آیت پڑھنے سے پہلے چوتھے الحمد ختم کرنے سے پہلے پانچوین پہلی رکعت مین شریک ہو جانے سے - و ثمرۃ الخلاف فی وقت ادراک فضیلۃ تکبیرۃ الافتتاح فعندہ بالمقارنۃ وعندہما اذا کبر فی وقت الثناء وقیل بالشروع قبل قراءۃ ثلاث آیات لو کان المقتدی حاضرا وقیل سبع لو غائبا وقیل بادراک الرکعۃ الاولی وہذا اوسع وہو الصحیح الخ وقیل بادراک الفاتحۃ وہو المختار خلاصہ ۱۲ شامی واللہ اعلم - اشرف علی عفی عنہ -

سوال ۲۹ وقت نکاح قاضی کو نام زوجہ کا لیکر مجمع عام مین پکار کر ایجاب و قبول کرانا چاہیے یا کیا اور بدون نام لینے زوجہ کے ایجاب و قبول کرادے تو نکاح درست ہوگا یا نہین -

الجواب ۲۹ شرط جواز نکاح یہ ہے کہ منکوحہ زوج اور شاہدین کے نزدیک مجہول نہ رہے بلکہ اپنے غیر سے متمیز ہو جاوے خواہ کسی طرح سے امتیاز ہو پس اگر منکوحہ حاضر ہے تو اُسکی طرف اشارہ کر دینا کافی ہے اور اگر غائب ہے تو اگر بدون تصریح نام کے بعض قیود سے اُس کی تعیین ممکن ہے تو نام لینے کی حاجت نہین اور اگر اوصاف سے تمیز نہ ہو تو اُس کا نام لینا ضروری ہے بلکہ

شامی ج ا ص ۱۱۸ اھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب - کتبہ اشرف علی عفی عنہ

سوال ۳۳ - جو شخص فرض ظہر یا عصر کی چوتھی رکعت مین شریک ہوا وہ تین رکعت باقی کس طور سے ادا کرے کس رکعت کے بعد جلسہ کرے اور کن رکعتون مین ختم سورہ کرے کے رکعت بدون سورۃ کے پڑھے اور جو شخص تیسری رکعت مین شریک ہوا وہ دو رکعت باقی کس طور سے ادا کرے جو مغرب کی تیسری رکعت مین امام کے ساتھ شریک ہوا وہ اپنی دو رکعت باقی کس طور سے ادا کرے جلسہ اور ختم سورۃ کن رکعت مین کرے فقط -

الجواب - جس کی ایک دو رکعت امام کے ساتھ فوت ہو گئی ہوا سکو مسبوق کہتے ہین اُس کی باقی نماز حق قراءت مین اوّل ہوتی ہی اور حق تشہد مین آخر ویقضی اول صلوٰۃ فی حق قراءۃ وآخرہا فی حق تشہد در مختار پس جو شخص ظہر یا عصر مین چوتھی رکعت مین شریک ہوا بعد فراغ امام کے کھڑا ہو کر ثنا و تعوذ پڑھکر فاتحہ و سورۃ پڑھے اور یہ رکعت پوری کر کے قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعت بھی فاتحہ و سورۃ سے پڑھکر پچھلی رکعت فقط فاتحہ سے پڑھکر نماز تمام کرے اور جو تیسری مین شریک ہوا وہ دونون رکعتین فاتحہ و سورۃ سے پڑھے اور اُن دونون کے بیچ مین جلسہ نہ کرے دونون کے بعد قعدۂ اخیرہ کر کے فارغ ہو - جو مغرب کی تیسری مین شریک ہوا وہ دونون مین فاتحہ و سورۃ پڑھے اور ہر رکعت پر بیٹھے - فقط - واللہ اعلم - اشرف علی عفی عنہ -

سوال ۳۴ کیا فرماتے ہین علمائے دین مسئلہ ہذا مین کہ شہر موریس کی جامع مسجد مین قبلہ رخ کی دیوار کے ساتھ محراب کے متصل بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا دو گز لمبا اور سوا گز چوڑا لٹکایا ہوا ہی اور وہان کے باشندے میمن وغیرہ سب سوداگر لوگ خاص و عام بعد فراغ ہر نماز پنجگانہ کے اس ٹکڑے کو بوسہ دیتے ہین اور بعد نماز جمعہ کے تو بوجہ کثرت نمازیون کے بوسہ دینے مین بہت ہی ہجوم کرتے ہین - کوئی چار بوسہ دیتا ہی کوئی زیادہ کوئی کم جیسا کسی کا موقع لگا ویسا ہی اُسنے کیا اور کوئی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے محروم بھی رہ جاتا ہی اور اس امر مین اُسکو بہت معظم سمجھ کر کمال کوشش کرتے ہین کسیقدر جاننے والے لوگ تو تعظیم کا بوسہ دیتے ہین اور عوام کا حال معلوم نہین کہ وہ کیا سمجھ کر بوسہ دیتے ہین - لیکن ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اس مین بہت مبالغہ کرتے ہین آیا یہ امر شرعاً موجب ثواب ہی یا کسی امر خارجی کی وجہ سے مستوجب عذاب

مسئلہ فروخت و بیان ثمن نقد و ادھار

سوال ۳۲۔ ایک شخص اپنا مال نقد ایک روپے کو فروخت کرتا ہے اور ادھار سترہ آنے کو بیچتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ۳۲۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وقت بیع کے ثمن کی تعیین نہیں کی بلکہ مشتری سے تردید کے ساتھ کہا کہ اسکی قیمت اگر اسی وقت دو گے تو ایک روپیہ لونگا ورنہ سترہ آنے لونگا یہ تو بوجہ جہالت ثمن کے جائز نہیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ اول مشتری سے طے کر لیا ہو کہ نقد لیتے ہو یا ادھار اگر اس نے نقد لینے کو کہا تب تو ایک روپیہ قیمت ٹھیرائی اگر ادھار لینے کو کہا تو سترہ آنے ٹھیرائے یہ جائز ہے فی العالمگیریۃ رجل باع علی انہ بالنقد بکذا و بالنسیئۃ والی شہر بکذا و الی شہرین بکذا لم یجز کذا فی الخلاصۃ انتہی جلد ثالث صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ نولکشوری۔ فقط واللہ اعلم۔

مسئلہ سلام مسبوق سہوا

سوال ۳۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں مسبوق نے امام کے ساتھ بھول کر سلام دونوں طرف پھیر دیا اور اپنے یا دوسرے کے کہنے سے اُسی وقت یا کچھ توقف کر کے کھڑا ہو گیا ان چاروں صورتوں میں سجدۂ سہو لازم ہے یا نہیں۔

الجواب ۳۳۔ اگر امام سے پہلے یا اُس کے ساتھ سہوا سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم نہیں جمیع صورت مندرجہ سوال میں کیونکہ یہ ہنوز موتم ہے اور موتم سے سجدہ لازم نہیں اور اگر بعد سلام امام کے پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے علی عموم الصور المذکورۃ و لا یسجد علیہ ان سلم سہوا قبل الامام او معہ وان سلم بعدہ لزمہ لکونہ منفردا حینئذ بحر ۱۲ شامی فی تحت سجد المسبوق سہوا ج ص ۴۹۹ اور اس مسبوق کو قبل کلام و تحویل عن القبلہ بنا جائز ہے ویسجد للسہو لو مع سلام للقطع ما لم یتحول عن القبلۃ او یتکلم در مختار با شامی ج ا ص ۵۰۵ ۱۲ اور دوسرے کے کہنے سے کھڑے ہونے میں احتیاط یہ ہے کہ اُس کے کہنے کے ذرا بعد کھڑا ہو تاکہ قیام اپنی رائے سے ہو اسکا امتثال نہ ہو کیونکہ نمازی کو غیر نمازی کے امتثال کا مفسد غیر مفسد ہونا مختلف فیہ ہے اگرچہ اصح عدم فساد ہے حتی لو امتثل امر غیرہ فقیل لہ تقدم او دخل فرجۃ الصف احد فوسع لہ فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برایہ قہستانی معزیا للزاہدی و مر ما فیہ در مختار ۱۲ قولہ و مر فی باب الامامۃ عند قولہ و یصف الرجال و قدمنا عن الشرنبلالی عدم الفساد و تقدم تمام الکلام ہناک ۱۲

ادا ہووے اور طریقہ سلف صالحین اور عمل علمائے عاملین کیا ہے۔

۲ دوم یہ کہ قیام مروجہ مولد شریف کا منکر یا تارک کیسا ہے آیا کافر ہے یا خارج از سنت و جماعت۔ اور اسکی امامت جائز ہے یا نہیں اور نیز زید کہ بوجہ اختلاف علماء کے کہ رحمت ہے درصورت شرکت مجلس مولد شریف اور قیام قاری کے اتباعاً للقائمین بلا اکراہ غیر طوعاً قیام کرتا ہے اور درصورت خود قاری ہونے کے قیام نہیں کرتا ہے اور سائلین مسئلہ قیام سے بلا تامل یوں کہدیتا ہے کہ مسئلہ معلوم میں اختلاف علماء ہے لیکن میرے نزدیک مانعین کو ترجیح ہے اور قائمین کو بھی علمائے ذوالاکرام امت خیر الانام جانتا ہوں اُن کو کسی طرح متہم نہیں کرتا ہوں آخر ہمیشہ سے علماء میں اختلاف ہے اور اسی بنا پر اتباعاً للقاری قیام کرتا ہوں اور اگر میرے نزدیک قیام بالکل بے اصل ہوتا تو ایسی مجالس میں مجکو شرکت کی کون ضرورت تھی جس کا خلاصہ عقیدہ تساوی جانبین معلوم ہوتا ہے تو پھر ایسی صورت میں زید کو منکر قیام قرار دیکر کافر یا خارج از سنت و جماعت کہہ کر زید کی امامت کو منع کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یا زید مسلمان ہی رہیگا اور اس کی امامت بلا تامل مثل دیگر مسلمانان قرار دیجاوے گی پھر اگر عمرو کہ مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی کے کہ عامل بالحدیث میں مشہور ہیں اور قصص اُن کے معلوم ہیں ہم عقائد لوگوں اور مولوی صاحب کے ہوا خواہوں اور توابعین سے بلا تکلف ملاقات کرتا ہے اور سلام علیک بھی مثل دیگر اشخاص کے کرتا ہے اور ان کی موت و حیات و دیگر رسوم دنیوی وغیرہ میں شریک بلا تامل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں فساق ظاہر الفسق کی تعظیم تکریم دنیوی اور پیام و سلام میں ملوث ہے لیکن بوجہ نفسانیت کے حقیقت میں اور بوجہ مذکورہ بالا ظاہر میں زید کو کافر اور خارج از سنت و جماعت کہکر سلام علیک کرنا منع اور اسکی امامت کرنا جائز کہتا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس ابلہ فریبی سے گمراہ کرتا ہے اور ہر ایک مسلمان کو ان کے عقیدوں میں گمراہ اور کافر ٹھیراکر موجب شر و فساد گونا گوں ہوتا ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور یہ معنی ماجن ہے یا نہیں اور بحکم حدیث صحیح کے وہ قول اُس کا بہ نسبت زید کے مثل فوارہ ہوتا ہے یا نہیں۔ اور کفر کہا ہوا اسکا اسی پر آتا ہے یا نہیں درصورت عود کفر کے با برتاو نفاق اُس کی امامت یعنی عمرو کی جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کا شرع میں کیا حکم ہے وجہ اللہ بینوا من اللہ توجروا۔

ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب - غلاف کعبہ زاد ہا اللہ تنویراً کے متبرک ہونے اور اسکی تقبیل تبرک کے جواز مین تو کوئی کلام نہین۔ اگر بوسہ دینے مین صرف اسی قدر اعتقاد ہوا ور کسی کو ایذا بھی نہو تو کچھ مضائقہ نہین موجب ثواب و برکت ہی اور غلو کرنا علماً یا عملاً مذموم اور مستوجب عذاب ہی مثلاً اسکی تقبیل کو فرض وواجب کے برابر سمجھنا۔ یا مسلمانون کو ازدحام سے ایذا دینا اس غلو اعتقاد کے دفع کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حجر اسود کو خطاب کرکے فرمایا تھا اعلم انک حجر لا تنفع و لا تضر الحدیث اور اس غلو عملی کے رفع کے لئے آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا تھا جس کو صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہی وہذہ عبارتہ واستلمہ ان استطاع من غیر ان یوذی مسلما لما روی ان النبی صلعم قبل الحجر ووضع شفتیہ علیہ وقال لعمر انک رجل اید تؤذی الضعیف فلا تزاحم الناس علی الحجر ولکن ان وجدت فرجۃ فاستلمہ والا فاستقبلہ وہلل وکبر ولان الاستلام سنۃ والتحرز عن اذی المسلم واجب ھ جب حجر اسود کی تقبیل مین یہ غلو منع ہے جو جزو کعبہ ہی سو غلاف کعبہ کے تقبیل مین بدرجۂ اولی ممنوع ہوگا کہ محض ایک منفصل شے ہے اگرچہ اقتران سے متبرک ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال (۳۶) کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ اس جوار مین یہ معمول ہی کہ بعد خطبہ عید کے منبر سے اُتر کر مصلے پر بیٹھ کر بعوض بعد صلوٰۃ عید دعا مانگتے ہین یہ فعل شرعاً کیسا ہی۔ بینوا توجروا۔ مسئلہ دعا بعد از خطبہ عید ۱۲

الجواب کہین ثابت نہین اگرچہ دعا ہر وقت جائز ہے مگر یہ تخصیص بلا دلیل شرعی ہی البتہ بعد نماز کے آثار کثیرہ مین مشروع ہی اور دبر الصلوٰۃ اوقات اجابت دعا بھی ہی۔ بہر حال بعد نماز دعا نہ کرنا اور بجاے اُس کے بعد خطبہ مقرر کرنا تغییر سنت ہے اور قابل احتراز وہذا کلہ ظاہر واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ اشرف علی عفی عنہ۔

سوال (۳۷) کیا فرماتے ہین علماے دین مسائل مفصلہ ذیل مین کہ خطبہ جمعہ جو مشتمل بر اشعار اردو وغیرہ فارسی کے پڑھنا کیسا ہی جائز ہی یا نہین اور اگر ہی تو بلا کراہت جائز ہی یا باکراہت اور درصورت جواز کے کہ بلا کراہت ہو اولی کیا ہی اور کس طرح خطبہ کی عادت کرنی چاہیے یعنی اردو وغیرہ کی اشعار والا خطبہ پڑھا کرے یا فقط عربی کے الفاظ اور عبارات پر اقتصار لازم ہی کہ علے وجہ المسنون مسئلہ اشعار فارسی و اردو در خطبہ وغیرہ ۱۲

فذکرو زماننا فالجواب انہ ورد فی الحدیث من اشراط الساعۃ ان توضع الاخیار وترفع الاشرار وان تقرأ المثناۃ علی رؤس الناس والمثناۃ ہی التی تسمی بالفارسیۃ دوبیتی من صحاح الجوہری والفقہ فی منعہا انہ غناء وانہ حرام فی غیر المنبر فما ظنک فی موضع یعد للوعظ والنصیحۃ قال العبد اصلحہ اللہ وقد ظفرت علی ہذا الحدیث بعد ما کنت اجلس للعامۃ فی المنابر بتوفیق اللہ اکثر من ثلاثین سنۃ فحمدت اللہ علی انی وان کنت لم اعلم بحرمۃ ہذا الفعل ولکنی لم اذکر مثناۃ یعنی دوبیتی قط فی منبر ما جلست فیہ انتہی کلامہ وان لم یکن بالغناء فالکراہۃ لکونہ مخالفا للسنۃ داخلا فی اصناف البدعۃ وکذا قراءۃ بعض الخطبۃ بالعربیۃ وبعضہا بالفارسیۃ لا تخلو عن الکراہۃ للتقریرات السابقۃ فلیحفظ ہذا کلہ فان الناس عنہ غافلون یرتکبون امرا شنیعا ویحسبون انہم یحسنون

اور اہل سنت وجماعت سے خروج بسبب بدعت کے ہوتا ہے اور بدعت کے معنے در مختار میں یہ لکھے ہیں وہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع شبہۃ اور صاحب رد المحتار نے اس تعریف کو ابن حجر کی طرف نسبت کیا ہے اور شمنی سے دوسری تعریف کہ صدق میں اسی کے مساوی ہے نقل کی ہے ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلعم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ واستحسان وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما اھ اور قیام متعارف کا معروف ومتلقی عن الرسول ہونا کسی دلیل سے کہ جس کی مخالفت جائز نہو مشکل ہے صراحۃً تو کہیں ثبوت نہیں وہو ظاہر رہا قواعد کلیہ سے سو وہ متردد فیہ ہے فریق ثانی بھی کلیات سے استدلال کرتا ہے اور کسی طرح مثبت کو منکر پر ترجیح نہیں بلکہ مانع بظاہر موافق طرز سلف کا ہے ایسی حالت میں اگر اس فعل کا بدعت نہ ہونا ہی عرق ریزی سے ثابت ہو جاوے تو مغتنم ہے نہ کہ عدم فعل کا بدعت وخلاف سنت ہونا۔ ؎

علی انی راضٍ بان احمل الہوی ❊ واخلص منہ لا علی ولا لیا

اگر ترجیح مثبت کی بھی مسلم ہو تب بھی استحسان غایۃ ما فی الباب ثابت ہوگا نہ سنیت و وجوب اور مستحب منصوص کا تارک قابل ملامت وخارج اہل سنت وجماعت سے نہیں ہوتا ہے چہ جائیکہ مستحسن قیاسی اور قیاس بھی غیر مجتہدین کا فافہم بلکہ جب فعل مستحب کو عوام جہلاء ضروری سمجھنے لگیں تو اُسکا ترک اولیٰ بلکہ ضروری ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں اُس فعل کو فقہاء مکروہ فرماتے ہیں

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب۔ اشعار فارسی وغیرہ خطبہ مین پڑھنا جائز ہین اسواسطے کہ جب خطبہ بقدر تشہد مسنون کے زبان عربی مین پڑھا اور کچھ اشعار فارسی یا اردو وغیرہ مین تو خطبہ بقدر مسنون زبان عربی مین ادا ہوگیا اور اشعار فارسی وغیرہ واسطے تفہیم عوام کے اور پند و نصیحت کے کچھ منافی خطبہ کے نہین ہین پس جواز اشعار فارسی وغیرہ مین کچھ تامل نہین اور اگر بالفرض خطبہ بالکل کسی زبان مین سوائے عربی کے پڑھا جب بھی عند الامام ابی حنیفہ جائز ہوتا اور اسی پر فتوی ہی قال فی الدر المختار وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تسبیحۃ للخطبۃ المفروضۃ مع الکراہۃ وقالا لا بد من ذکر طویل واقلہ قدر التشہد الواجب انتہی۔ وقال ایضا صح شروعہ بتسبیح وتہلیل وسائر کلم التعظیم کما صح لو شرع بغیر عربیۃ ای لسان کان وشرطا عجزہ وعلی ہذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوۃ انتہی وقال فی رد المحتار وشرطا عجزہ عن التکبیر بالعربیۃ والمعتمد قولہ بل سیاتی ما یفید الاتفاق علی ان العجز غیر شرط انتہی۔ اور ان اشعار فارسی وغیرہ پڑھنے مین کراہت نہین لیکن سلف صالحین اور علماء متقدمین سے منقول خطبہ تمامہ زبان عربی مین ہے اور یہی اولی ہے بسبب موافقت سنت کے اور اسی کی عادت کرنا چاہیے اور قیام تعظیمی ذکر مولد شریف کا منکر نہ کافر ہے اور نہ خارج ہے فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت سے پس اقتدا سے اس کے منع کرنا بہت برا ہے نماز پیچھے اس کے جائز ہے اور کافر کہنے والا اس کا بھی کافر نہین مرتکب ہے امر قبیح کا نماز پیچھے اس کے جائز ہے اور بلاشبہ ایسا شخص کہ بلا وجہ کسی مسلمان پر حکم کفر کا کرتا ہے داخل ہے حکم فسق یا جن مین منع کرنا اور باز رکھنا اس کا ایسے امر سے مسلمانون پر لازم ہے فقط۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم احکم۔ محمد ارشاد حسین۔

اقول مستعینا باللہ سبحانہ وتعالی دونون جواب صحیح ہین واقعی خطبہ مین اشعار وغیرہ پڑھنا غیر مستحسن ہے اور مکروہ کے دو معنے ہین ایک بوجہ دلیل مستقل کے دوسرے بوجہ مخالفت سنت کے پس اگر اشعار مذکورہ تغنی کے ساتھ پڑھے جاوین تو مکروہ بالمعنی الاول ہے ورنہ بالمعنی الثانی یؤیدہ ما فی احکام النفائس وسئلت ایضا عما اعتادہ اکثر خطباء زماننا من قراۃ الخطبۃ بالعربیۃ وتضمینہا بعض الاشعار الفارسیۃ او الہندیۃ ہل یجوز ذلک فاجبت بان قراۃ الاشعار فیہا ان کان بالغناء الممنوع عنہ فی الشریعۃ فلا ریب فی کراہتہا وان کان بالعربیۃ لما فی نصاب الاحتساب ہل یجوز للمذکر ان یقرء علی المنبر دوبیتی کما اعتادہ

درمیان یا آخر بطور وعظ خطبہ کا ترجمہ کر دینا جائز ہے یا نہیں۔ (۲) خام قبر کو بغرض حفاظت
چھونے سے قلعی کر دینا کیسا ہے (۳) نماز میں دو سورتیں اس طور پر پڑھنا کہ درمیان میں ایک
سورت چھوٹ جائے مثلاً اول میں سورہ فتح دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا ہے (۴) چند
نادانوں نے لفظاً ان سے اپنی بیبیوں کو طلاق دیا ہے اُن کی فلاح کی کوئی صورت شرعاً ہے یا نہیں
(۵) تاش تعلیمی جو بازار ہائے کاغذ پر دو تختیاں الف بے کی لکھتے ہیں اور چند اشخاص آپس میں تقسیم
کر لیتے ہیں پھر ایک شخص ایک حروف رکھتا ہے دوسرے نے اگر کوئی لفظ بنائی تو اُس سے وہ پتہ
لے لیا تیسرے نے ایک حروف اور ملا کر اگر لفظ بنائی تو وہ پتے اُس کے ہو گئے یونہی جہاں تک
شرکا بناتے جائیں اور اگر کوئی نہ بنا سکا تو وہ سب پتے اول کے ہوں گے یہ کھیلنا جائز ہے یا
نہیں اور اگر بار جیت نہ رکھی جائے اور سب پتے اکٹھا رکھے جائیں تو اسکا کیا حکم ہے۔

جواب سوال (۱) جائز ہے ہکذا یستفاد من العالمگیریۃ واللہ اعلم

جواب سوال (۲) اگر استحکام کے لئے ہو جائز ہے اور زینت کے لئے نہیں جائز ہے واللہ اعلم

جواب سوال (۳) اگر درمیان میں بڑی سورت چھوٹ جاوے جس میں دو رکعت ہوسکیں
جائز ہے چھوٹی ناجائز

جواب سوال (۴)۔ ایک دو طلاق میں قبل عدت رجعت و بعد عدۃ تجدید نکاح ممکن ہے
اور تین میں بجز حلالہ کے کوئی صورت نہیں۔

جواب سوال (۵) اگر بار جیت نہو تو جائز ہے بلکہ مبتدیوں کے حق میں شاید مفید ہے
واللہ اعلم ۶۔ رمضان ۱۳۲۹ھ۔

تحقیق مسئلہ مستفسرہ کھجور

یہ معاملہ کہ نصف تاڑی ٹھیکہ دار لے لیوے اور نصف مالک کو دیدے خود معاملہ باطل ہے خواہ
وہ تاڑی یا اُس کا گڑ حلال ہو یا حرام وجہ یہ کہ یہ معاملہ بیع ہے یا اجارہ۔ اگر بیع ہے سو اول تو بیع مجہول
ثانیاً موضع غرر میں مثل لبن فی الضرع ثالثاً دونوں بدل ایک شخص کے ملک میں داخل ہوں گے
اور بیع کی ماہیت مقتضی اس کی ہے کہ ایک بدل ملک بائع میں ہو دوسرا ملک مشتری میں

فی الدر المختار وسجدۃ الشکر مستحبۃ بہ یفتی لکنہا تکرہ بعد الصلوۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ اھ فی الرد المحتار قولہ فمکروہ الظاہر انہا تحریمیۃ لانہ یدخل فی الدین ما لیس منہ ط اھ

بہر حال زید کسی طرح مبتدع وخارج اہل سنت وجماعت سے نہیں البتہ عمرو اس تشدید وتکفیر وتبدیع وتجاوز عن حدود الشرع کی سبب سخت مبتدع ہے اس کی امامت مکروہ ہے فی الدر المختار یکرہ امامۃ مبتدع اھ اور مسلم سنی کو کافر یا بدعتی کہنا معصیت اور اس پر اصرار فسق ہے اور فاسق کی امامت بھی مکروہ ہے فیہ ایضا وفاسق اھ پس عمرو کی امامت دو وجہ سے مکروہ ہے اور دو وجہ کراہت کے جمع ہونے سے کراہت اشد ہو جاوے گی کما لا یخفی اور زید کی امامت بلا شبہ بلا کراہت جائز ہے اور تقریر بالا سے جب عمرو کی غلطی فاحش ثابت ہوئی اس کا ماجن ہونا بھی معلوم ہو گیا ایسے مفتی کو فتوی دینے سے ممانعت کرنا حاکم پر واجب ہے فی الدر المختار بل یمنع مفت ماجن یعلم الحیل الباطلۃ کتعلیم الردۃ اھ قولہ کتعلیم الردۃ الخ وکالذی یفتی عن جہل۔ شرنبلالیۃ عن الخانیۃ رد المحتار ہذا ما عندی والعلم الحقیقی عند اللہ تعالی فقط۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ۔ من اصاب فقد اجاد واصاب فیما افاد حررہ محمد عبد الغفار عفا عنہ رب العباد بجاہ الرسول والہ الامجاد۔

الجواب صحیح — شیر علی عفی عنہ

قد اصاب من اجاب — محمد صدیق دیوبندی

سوال ۳۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جس بھینس کا بچہ مر جاتا ہے اسکو گدی گوڑتے ہیں یعنی اگلے پاؤں باندھکر فرج میں مع اُس کی دم کے ہاتھ ڈالتے اور آہستہ آہستہ اسکی پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہیں بعدہ ہاتھ کو پاک کر کے اس طریقہ سے جو دودھ حاصل کرتے ہیں اس دودھ کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ | مسئلہ گدی کے دودھ کا حکم

الجواب ۳۸ چونکہ کوئی وجہ دودھ کی حرمت کی نہیں اس لیے دودھ کا کھانا حلال وجائز ہے[ل۵]- واللہ اعلم

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

سوال ۳۹ مشتمل بر مسائل عدیدہ ما قولکم رحمکم ربکم۔ اندرین مسائل کہ (۱) جمعہ کے خطبوں کے | سوال مشتمل بر چند مسائل

ل۵ یہ فعل بھی جائز ہے جیسا کہ خصی کرنا بعلۃ منافع للناس جائز ہے وہ علۃ یہاں بھی موجود ہے۔ ہکذا قال الاستاذ العلام مدظلہ

جواب - یہ علامت بلوغ کی نہیں ہان مراہقہ کی دلیل ہے۔ جماع سے اس پر غسل فرض نہیں البتہ تعلیماً و احتیاطاً و تادیباً اس پر تاکید غسل کی کیجاوے گی۔ فی الدر المختار والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل فان لم یوجد فیہما شئی منہما فحتی تتم لکل منہما خمسۃ عشر سنۃ بہ یفتی وایضا فیہ لو کانا مکلفین ولو احدہما مکلفا فعلیہ فقط دون المراہق لکن یمنع من الصلوٰۃ حتی تغتسل ویومر بہ الی عشر تادیبا فقط ۳ ذیحجہ ۱۳۱۵ھ

سوال - کیا فرماتے ہین علماے دین حق مین اُس شخص کے جو بلا عذر شرعی فرض نماز کو ترک کرے۔ شرعاً اسکا کیا حکم ہے۔ اور اس کے ساتھ اختلاط اور ساتھ کھانا پینا اور بولنا کیسا ہے۔ اور اگر زوجین مین ایک ایسا ہو تو نکاح باقی رہیگا یا نہین اور صحبت حلال ہوگی یا حرام اور اولاد کیسی ہوگی اور اگر بعد مرنے اس شخص کے زجراً اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھین تو کیسا ہے۔ اور اگر نصیحت نماز سے برا مانے یا کوئی کلمہ استخفاف و انکار کا کہے تو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔ فقط

جواب تارک الصلوٰۃ عمداً کے باب مین علماء کے اقوال مختلف ہین۔ صحابہ مین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت معاذ بن جبل و حضرت جابر بن عبداللہ و حضرت ابوالدرداء و حضرت ابو ہریرہ و حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ اور غیر صحابہ مین سے امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و نخعی و ایوب السختیانی و ابوداؤد الطیالسی و ابوبکر بن ابی شیبہ کا قول ہے کہ وہ شخص کافر ہو جاتا ہے اور حماد بن زید و مکحول و امام شافعیؒ و امام مالک کے نزدیک کافر تو نہین ہوتا مگر قتل کیا جاوے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کفر اور قتل کا حکم نہین کیا جاتا مگر قید شدید مین رکھنا چاہیئے اور خوب سزا دینا چاہیے اور اس قدر مارین کہ بدن سے خون بہنے لگے یہانتک کہ توبہ کرے یا اسی حالت مین مرجاوے (تفسیر مظہری و نفع المفتی و درمختار) اور اُس سے اختلاط خورد و نوش و گفتگو ترک کر دینا چاہیے کہ اسوقت بجائے حبس اسقدر ممکن ہے اور حبس کی غرض بھی یہی ہے کہ تنگ ہو کر توبہ کرے (حدیث کعب بن مالک کی اس باب مین دلیل ہے) اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بنی اسرائیل معاصی مین واقع ہوے عالمون نے منع کیا وہ باز نہ آئے پس اُن کے پاس بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ پس اُن کے دلون کا اُن کے دلون پر اثر پڑ گیا پس اللہ نے لعنت کی اُن پر اوپر زبان داؤد اور عیسے بن مریم

اور اس صورت مین بیع الشئی بملک نفسہ لازم آتا ہے وہو باطل اور اگر اجارہ ہو جیسا کہ ظاہر یہی ہی سو یہ داخل قفیز الطحان ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس اجرت کی تحصیل عامل کے عمل پر موقوف ہو اُس کا اجرت مقرر کرنا بمقابلہ عمل اُس عامل کے حرام ہو اور یہان ایسا ہی ہے کیونکہ تحصیل اجرت یعنی نصف تاڑی کا موقوف اوپر استخراج اُس شخص کے ہے اور یہ نصاً منع ہے ثانیاً اجرت کا معلوم ہونا واجب ہو اور یہان مجہول المقدار ہو غرض یہ معاملہ کسی عقد صحیح مین داخل نہین اس لیے باطل ہے۔ اب رہی تحقیق حلت وحرمت اسکی اور اُس کے گڑ کی سو یہ امر تو ظاہر ہے کہ قبل سکر وہ حلال ہے اور بعد سکر حرام نجس اور انقلاب ماہیت و زوال سکر سبب حلت۔ پس اگر گڑ پکا کر بنایا جاوے۔ بدون اس کے کہ اس مین کوئی شئے مخلوط ہو جیسے نیشکر کا بنتا ہے وہ حلال ہو جاوے گا اور حکم اسکا مثل مثلث کے ہے اور اگر کسی چیز کو مخلوط کر کے بناتے ہون سو چونکہ خلط بالنجس موجب نجاست ہے وہ نجس وحرام رہیگا اور اس صورت مین قلب ماہیت مفید نہین جیسے وثیق سجون بالخمر حرام ہے خواہ اسکی روٹی مسکر نہو بوجہ نجس کے فکذا ہذا۔ فتامل۔ حاصل یہ کہ اگر گڑ حلال بھی ہو تب بھی یہ عقد باطل حرام ہے اور وجہ حرمت کی منحصر سکر مین نہین جو رفع اُسکا مستلزم رفع حرمت کو ہو بلکہ وجوہ حرمت متعدد ہین اور یہان وہ حرمت موجود ہے کما مر سابقا۔ فقط۔

سوال ۴۲۔ نطفہ جب تک علقہ مضغہ رہے اُس وقت تک اُسکا اسقاط کسی وجہ سے کر دینا جائز ہے یا نہین اگر جائز نہین تو قتل نفس کا گناہ ہوگا یا کچھ کم۔

جواب ۴۲۔ جب تک روح نہ آوے اسقاط حکم قتل نفس مین نہین لیکن بلا عذر وبے ضرورت مکروہ ہے اور بعذر جائز اور بعد نفخ روح حرام وکبیرہ وقتل نفس نزکیہ فی الدر المختار ویکرہ ان تسقی لاسقاط حملہا وجاز بعذر حیث لا یتصور فقط۔

سوال ۴۳۔ بعد سقوط علقہ ومضغہ جو دم آویگا وہ دم نفاس ہوگا یا نہین۔

جواب ۴۳۔ نہین فی الدر المختار رد النفاس دم یخرج عقب ولد ولو اکثر ولو منقطعا عضوا عضوا لا اقل۔ فقط۔

سوال ۴۴۔ خروج وصعود ثدیین علامت بلوغ ہے یا نہین۔ یعنی اگر خروج ثدیین قبل حیض ہو جاوے اور غالب یونہین ہوتا ہے تو وہ بالغہ قرار دیجاوے گی یا نہین اگر بالغہ نہو گی تو بعد جماع اس پر غسل واجب ہوگا یا نہین۔ بینوا توجروا۔

مسئلہ اسقاط علقہ ومضغہ ۴۲
مسئلہ تحقیق دم بعد سقوط علقہ ومضغہ ۴۳
مسئلہ خروج ثدیین سے بلوغ نہیں ہوتا ۴۴

درست نباشد بلکہ داخل عین سنت ست آنچہ وضیعان بشریفان می گویند مثلاً سلام میان سلام صاحب وغیرہ البتہ ورای این دیگر الفاظ سلام کہ در عرف میرزایان عجم متداول و مقرر گشتہ مثل آداب عرض و کورنش و مجرا وغیرہ بدعت است اما نہ بدعت مذمومہ مستقبحہ کہ گویندہ اش مستوجب بزہ کار باشد بلکہ از قبیل مباحات واگرچہ بندگی گفتن ہم کہ بنا بر عموم مفہوم خویش کہ در کلام عرب عبد بمعنے مولا و مملوک ہم آمدہ مضائقہ ندارد لیکن بنظر مشترک بودن این لفظ بہ عبدیت معبود حقیقی و تبادر اذہان عوام و قصور افہام شان برین معنی سزاوار نیست کہ کس باین چنین کلمہ سلام گوید۔ المختصر درین قول کدام یک از زید و عمر و صادق است آیا ہر وضیع و شریف را لفظ سلام علیکم فقط بمخاطب خود باید گفت یا دیگر ہم از الفاظ مذکورے توان گفت بینوا بالکتاب توجروا عند الملک الوہاب۔ فقط۔

جواب تحقیق درین باب آنست کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امر فرمودہ اند کہ وقت لقاء مسلم سلام باید کرد عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا لقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ الخ رواہ ابوداؤد وہر چند این کلام مفید سنیت نیست لیکن در ماموریہ بالمعنی الاعم بودنش کلامے نیست پس بلا ریب مخالفت آن نمودن بدعۃ خواہد شد باقی ماند کلام اندرینکہ کدام بدعت خواہد شد بنظر غائر چنان مے نماید کہ بدعت مذمومہ مستقبحہ باشد چراکہ مزاحم و مراغم سنت است و این چنین بدعۃ سیئۃ میباشد فی الاحیاء وانما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماموربہا الخ اقول ثبت کون السلام ماموراً بہ بالحدیث المذکور وقت اللقاء فاذا لم یسلم وقت اللقاء بل اتی بلفظ آخر صارت السنۃ متروکۃ وغیرہا مؤثراً و ہی المراغمۃ کما لا یخفی۔ این تقریر مبنی بر اصول کلیہ بود و اگر فروع و جزئیات تفتیش کنیم ہم مؤیدش می برآید عن ہلال بن یساف قال کنا مع سالم بن عبید فعطس رجل من القوم فقال السلام علیکم فقال سالم وعلیک وعلی امک فکان الرجل وجد فی نفسہ فقال اما انی لم اقل الا ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ عطس رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک وعلی امک اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ رب العلمین ولیقل لہ من یرد علیہ یرحمک اللہ ولیقل یغفر اللہ لی ولکم رواہ الترمذی و ابوداؤد این حدیث دلالۃ صریحہ دارد برآنکہ آداب شرعیہ را ترک نمودہ دیگر الفاظ را بجایش استعمال نمودن امر منکر است تا آنکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمچنین سالم کلمہ گفتہ کہ موجب غیظ مخاطب گردید فافہم اکنون باید دید کہ کدام لفظ را مخالف سنت گوئیم و کدام را مماثل قرار دہیم پس ظاہر بران حکم میکنند کہ اگر اندک

کے۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ راوی کہتے ہین کہ
آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اٹھ بیٹھے فرمایا کبھی تمکو نجات نہوگی جب تک اہل معاصی کو مجبور نکروگے
رواہ الترمذی وابوداؤد۔ اور جن علماء نے اس شخص کو کافر کہا ہے ان کے نزدیک نکاح باقی نرہیگا
اور صحبت حرام ہوگی اور اولاد حرام ہوگی معاذ اللہ منہ اور زجر کے لیے اگر اہل علم وفضل اُس کے
جنازے کی نماز نہ پڑھین تو جائز ہے جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدیون و قاتل
نفس پر نماز نہ پڑھی تھی اور جیسا فقہاے حنفیہؒ نے قاطع طریق و مکابر و باغی و قاتل احد الابوین
پر نماز پڑھنے سے بغرض اُن کی اہانت کے منع کیا ہے (در مختار) اور امام مالک سے منقول ہے
کہ اہل فضل فساق پر (جیسے بے نماز) نماز نہ پڑھین تاکہ اُن کو عبرت ہو (نووی شرح مسلم) اور اگر نماز
سے تنفر یا اعراض ظاہر کیا یا تحقیر و استہزاء سے پیش آیا کافر ہو جائیگا کیونکہ اہانت حکم شرعی کی کفر ہے
واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ

اشرف علی ۱۳۰
از گروہ اولیا

ہو العلیم الخبیر۔ صد آفرین مجیب مصیب کو کہ امر حق نو کر نیہ قلم فرمایا جزاہ اللہ سبحانہ خیر الجزاء حررہ العبد الخامل
محمد عادل عاملہ اللہ تعالے بالفضل الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل

محمد عادل
حاکم محکمہ شرعی

صح الجواب حررہ سید محمد احسان الحق عفی عنہ

محمد
احسان الحق

ہٰذا المصیب واقعی نماز کا ترک کرنے والا بحیثیت ترک صلوٰۃ ایسی ہے زجر و توبیخ کا مستحق ہے جو
مجیب مصیب نے تحریر فرمایا ہے۔ کتبہ العبد الضعیف محمد علی عفی عنہ۔

عبدہ محمد علی عفا اللہ

ذلک الجواب لاریب فیہ حررہ العبد الراجی غفران اللہ القوی محمد عبد الغفار الکنوی عفی عنہ۔
الجواب صحیح والمجیب نجیح احمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ دار العلوم کانپور۔

سوال۔ زید و عمرو باہم نزاع میکنند کہ سلام علیک بلفظ سلام گفتن فقط مسنون است یا لفظ دیگر ہم ازین
مشتق باشد میتوان گفتن پس زید میگوید کہ ورای این لفظ کہ جناب شارع علیہ السلام بر آن نص
فرمودہ یعنی السلام علیکم دیگر منہی عنہ و بدعت است۔ عمرو خلافش میکند و میگوید کہ مشتقات این لفظ ہم داخل
سلام است و نیز توان گفت تسلیم و تسلیمات و نیز ضرورت نیست کہ السلام علیکم بجمیع لفظہ لا بجزء و کلامہ

وحکمیہ یعنی تبعاللامام داشتند کما ہو موید ببعض الروایات مثل قولہ علیہ السلام من کان لہ امام فقراۃ الامام قراۃ لہ الحدیث ۔ اوکما قال وحرمت را بر جواز ترجیح دادند کما ہو مقرر فی اصولہم لئلا یلزم تکرار النسخ لیس عمل بر دلائل وجوب در ضمن قراۃ امام بدست آمد باقی ماند دلائل جواز و منع اگر جائز را ترک کنیم لاتی نمیست بخلاف ارتکاب ممنوع کہ محل خطر است ۔ این است مسلک حنفیہ ۔ اما کلام در سنیۃ قراۃ فاتحہ در صلوٰۃ جنازہ پس باید دانست کہ سنت بدو معنی اطلاق کردہ میشود یکے آنکہ احیانا برائے بیان جواز وغیر آن از مصالح شرعیہ شارع علیہ السلام فعلے کردہ باشند و برین معنی سنیت فاتحہ در صلوٰۃ جنازہ انکار کردہ نمیشود چنانکہ ابن عباس اقعار اسنت فرمودہ اند ۔ دیگر آنکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بقصد استحسان آن چیزے عمل کردہ باشند چنانکہ اکثر اطلاق این لفظ برہمین معنے است باین معنی در سنیت فاتحہ کلام است امام صاحب نفی فرمودہ اند و دیگر فقہا باثبات کوشیدہ اند واگر انصاف کنیم قول ترمذی را بیاد آریم الفقہاء ہم اعلم بمعانی الحدیث از مجتہدان مطالبہ نمیرسد کہ این معنے ازکجا تعیین کردند در حق شان استفتاء و تقلیب در شرح صدر کافی است پس رفتن امام صاحب بسوی سنیت بالمعنی الاول و دیگر ائمہ بسوے معنے ثانی گنجایش دارد از ایشان طلب دلیل بمنزلہ طلب دلیل است از صیرفیان در حکم کردن بجودۃ و رداءۃ فضہ و ذہب ثلثا فہم وانصف علاوہ بران ابن عمرؓ کہ شدید التفحص والاتباع از سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بود در جنازہ فاتحہ نمی خواند کما رواہ مالکؒ فی موطاہ ۔ این روایت ہم مؤید ابی حنیفہؒ است مزید بران لفظ حدیث فاخلصوا لہ الدعاء رواہ ابن ماجہ مؤید است مر رائے امام صاحب را کہ اصل صلوٰۃ جنازہ دعا است و فاخلصوا چگونہ اشارہ لطیفہ می کند کہ غیر دعا بدعا مشوب نکردہ شود از ہمین جا اگر بہ نیت ثنا و دعا خوانند اجازت میفرمایند و فعل شارع اگر برہمین معنی محمول کردہ شود بجا است بہرحال شرح صدر مجتہدین و فعل ابن عمرؓ و لفظ اخلاص مؤید رائے امام ہمام ست چنانچہ خوشتر کہ اگر خوانند بہ نیت دعا خوانند کہ عمل بالحدیث ہم میسر شود و از اختلاف کبراء دین ہم بیرون آید واللہ اعلم ۔ اما مسح گردن پس علماء ہر شعب راہ گرفتند سنت و استحباب و کراہت ۔ اقرب الی التحقیق قول ثانی است روایات حسان درین باب وارد شدہ کہ مفید استحسان عمل و مثبت فضائل مے تواں شد ذکر تلک الروایات وحسنہ عصرنا المولوی عبدالحی اللکھنوی فی رسالتہ تحفۃ الطلبۃ فی مسح الرقبۃ واللہ اعلم ۔ فقط اشرف علی ۱۲

زیادہ یا نقصان یا تقدیم یا تاخیر ہم نہ باشد یا بدمخالفت سنت باشد بدیدہ ماروی عن جابر قال لقیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت علیک السلام یا رسول اللہ قال لا تقل علیک السلام فان علیک
السلام تحیۃ الموتی رواہ الترمذی افاد الحدیث امرین احدہما ان تقدیم المؤخر وبالعکس مخالف للسنۃ
والثانی ان ما خالفہا ہذہ المخالفۃ منہی عنہا حیث قال لا تقل

اما توان گفت کہ تغیرے یسیر جائز باشد کما ورد علیہ قولہ تعالےٰ قالوا سلاما قال سلام الآیہ وقولہ تعالیٰ
سلام علیکم بما صبرتم الآیہ ویحتمل کہ انکار بر علیک السلام بسبب تحیت موتی بودنش باشد
پس غایۃ ما فی الباب لفظ سلام میان وغیر آن از تسلیم وتسلیمات شاید گنجایش دارد اما آداب و
کورنش وغیرہ دربدعت مذموم بودنش اشتباہی نیست کما ولفظ بندگی اقبح جمیع است از بعض ثقات
شنیدہ شد کہ بعض سلاطین جبابرہ بجائے تحیۃ مقرر نمودہ بودکہ زائرش پیش پایۂ تخت سر نہادہ لفظ بندگی گوید پس
منشا آن بلاریب جاہلیت وقبیحہ است پس علاوہ دلائل مذکورہ وایہام معنی عبودیت خود تشبہ باہل جاہلیت
وجہ وجیہ است بر منع آن عن عمران بن حصین قال کنا فی الجاہلیۃ نقول انعم اللہ بک
علینا وانعم صباحا فلما کان الاسلام نہینا عن ذلک رواہ ابوداؤد وآنکہ در سر اکثر مجبا سودائے
فرق در سلام وضیعان وشریفان بحیثیہ منشا آن کبر است کہ از رذائل خصائل دل است اگر فرق ضرور نیست در رسوم
ومعاملات دنیا مضائقہ ندارد وسلام از امور دین است دران فکر فرق کردن چنان است کہ وضیعان
راگوئیم کہ ظہر سہ رکعت گزارید کہ درمیان ما وشما فرق بدست آید وہو کما تری واگر دل گوارا نماید سلام وتسلیم
ونحوہما تسلیم نماید ودیگر الفاظ واجب الترک است وفیما ذکرنا کفایۃ لطالب الانصاف انشاء اللہ تعالیٰ
واللہ اعلم۔ فقط۔ کتبہ اشرف علی التھانوی ۱۲

سوال۔ قرأت خلف الامام در نماز ماثور است یا نہ وحنفیہ از چہ با قتداش کوشیدہ اند ودر نماز جنازہ سورہ فاتحہ ٦
خواندن ہم سنت است یا مستحب یا مکروہ وممنوع مسح گردن اندر وضو مستحب است یا بدعت بینوا توجروا۔
جواب۔ خلص کلام درین باب آنست کہ احادیث باب بر سہ نوع منقسم است بعضے دلالت بر وجوب
دارد وبعضی دلالت بر جواز کما فی قولہ لا تقرؤا الا بام القرآن وبعضی دلالت بر امتناع دارد کما ذکرہ الامام
محمد فی موطاہ رجوع نمودیم باقوال وافعال صحابہ آنہا را مختلف یافتیم رجوع بقیاس نمودیم۔ وجوہ ترجیح وتطبیق
علے انحاء شتی بر آمد فکل اخذ بما رای علمائے حنفیہ احادیث وجوب را محمول بر مطلق قرأت عام از حقیقیہ

سوال لفظ مولی بمعنے اولی بالتصرف در کلام عرب منقول است یا نہ و نیز در کتب لغت معنے مولی محبوب ہم آمده است یا باین مناسبی ندارد اگر آمده است در کدام لغت باید جست۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ در منتہی الارب است مولی خداوند و بنده و آزاد کننده و آزاد کرده و ہمنشین و قریب و نزدیک و دوست و ہمسایہ و ہم سوگند و پسر و برادر و بہ مہمان فرود آینده و انباز و پسر خواہر و یار و مددگار و صاحب و پرورنده و نعمت و بنده و نعمت داده شده و مہربان و پیرو اما دو شوی خواہر مرد و خسر انتہی مختصراً۔ و معنی اولی بالتصرف از نظر نگذشته و معنے دوست از منتہی مذکور شد و اللہ اعلم۔

سوال۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی در شرح اشعۃ اللمعات میفرمایند در باب فدک از صحیح بخاری که از وقتیکه با جناب صدیق و حضرت زہرا درین باب مکالمہ واقع گشت از ان باز جناب سیده مطہره از حضرت صدیقؓ کلام نکرد تا اینکه انتقال فرمود و رخت ارتحال کشید از ظاہر کلام شیخ و از مضمون صحیح بخاری پیدا است که این عدم تکلم از بنا بر ہمان ملالت ست پس مدلول حقیقیش چیست۔

جواب بر ظاہر است که حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ در منع فدک مستند بدلیل شرعی قطعی مسلم عند علی و فاطمہؓ بود پس اگر ہجران حضرت سیده معاذ اللہ منہا ہجران ممنوع بود بر سر خلیفہ اول چہ گناه چون حضرت سیده نیز قبلہ و کعبہ سنیان ہستند بنا برین علمائے محققین لم تتکلم را بر معنے لم تتکلم فی ہذا الامر محمول کرده اند و لو سلمنا کہ لم تتکلم بر معنے متبادر محمول باشد تاہم چہ دلیل که این ہجران از ملالت بود و اگر بر روایتے تصریح ہم بر آید ممکن که ظن راوی باشد فقیر میگوید که انصاف پسندان غور فرمایند که حضرت فاطمہؓ که با ابی بکرؓ رشتہ محرمیتہ نسبیہ یا رضاعیہ نمیداشتند پس عدم التکلم فیما بینہما مقتضائے حالت اصلی و موجب سیادت و عفت سیده است پس بر حالت اصلی چگونہ حیرت دست داده بلکہ اگر تعجب باشد از تکلم باید که چرا با اجنبی مکالمت فرمودند لیکن چون ضرورت طلب حق بود این استبعاد ہم مرفوع است لاسیما که حضرت ابو بکرؓ در حضرت سیده رفتہ مستدعی صفا و رفع کدورت شدند چنانچہ در بعض روایات کہ نشانش در فوقت مستحضر نیست آمده و حضرت سیده رفع ملال فرمودند و اگر گوئیم که انقباض تا لب گور ہمراه بردند پس این انقباض طبعی بود که رفع آن غیر مکلف و از لوازم بشریت ست و لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا خصوصاً اگر دلیل حضرت ابو بکرؓ بزعم و اجتہاد ایشان با دل تاویلی باشد نہ بر ایشان ملامت که با جتہاد خود خویشتن را مستحق می پنداشتند و نہ بر حضرت ابو بکرؓ که ایشان باتباع اجتہاد خود مامور بودند تقلید حضرت سیده جائز نبود خصوصاً وقتیکہ اجتہاد شان موافق باشد با جتہاد سائر صحابہ و ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ

تمام شد حصہ اول